﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 24

جمعۃ المبارک 13 جنوری 2017ء

14/ربیع الثانی 1438 ہجری قمری ❁ 13/صلح 1396 ہجری شمسی

شمارہ 02

اللہ کے ہاں زیادہ پسندیدہ عمل

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا عمل اللہ کو زیادہ پسند ہے؟ آپؐ نے فرمایا: وقت پر نماز پڑھنا۔مَیں نے عرض کی اس کے بعد کونسا؟ آپؐ نے فرمایا: ماں باپ سے نیک سلوک کرنا۔ پھر میں نے عرض کی کہ اس کے بعد کونسا؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنا۔

(صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ کفارہ حدیث نمبر 496)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم لوگوں کو علیٰ وجہ البصیرت اُس طرف بلائیں جسے ہم نے پایا ہے۔

ایمان کی ایک خوبصورتی یہ بھی ہے کہ بندہ اللہ کی عطا سے مایوس نہ ہو اور اس کے دروازہ کو اس کے پیاروں پر بند خیال نہ کرے۔

’’کیا حجاب کی موت سے بڑھ کر بھی کوئی موت ہے اور اُس اندھے پن سے زیادہ اذیت ناک اور کیا چیز ہے کہ جس میں وہّاب خدا کے چہرے کا دیدار نہ ہو۔ اگر یہ امّت گونگوں اور بہروں جیسی ہوتی تو عشاق اس غم سے مرجاتے جو محبوب کے وصال کیلئے اپنے وجود گھلا دیتے ہیں اور ان کی دنیا میں کوئی اور آرزو نہیں ہوتی بجز اس کے کہ انہیں اپنا یہ مطلوب مل جائے۔ پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ان کا محبوب خدا ان پیاروں کو اضطرار و کرب کے شعلوں اور انتظار کی آگ میں پڑا رہنے دے۔ اور اگر ایسے ہوتا تو یہ قوم تمام بد بخت قوموں سے زیادہ بد بخت ہوتی کہ نہ ان کی صبح تابناک ہوتی اور نہ ان کی چیخ و پکار سنی جاتی اور وہ آہ و بکاء کی حالت میں مرجاتے۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ اللہ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے اور اس نے بھوک پیدا کی تو اس کے ساتھ ہی اس نے بھوکے کے لئے کھانا بھی پیدا کیا۔ پیاس پیدا کی تو پیاسے کیلئے پانی بھی پیدا کیا اور معرفت کے طالبوں کیلئے بھی اس کی یہی سنّت جاری ہے۔ میں نے بچشم خود یہی دیکھا ہے پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ میں مشاہدہ کے بعد اس کا انکار کروں۔ اور میں نے خود اس کا تجربہ کیا ہے پھر اس تجربے کے بعد میں اس میں کیونکر شک کرسکتا ہوں۔

ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم لوگوں کو علیٰ وجہ البصیرت اس طرف بلائیں جسے ہم نے پایا ہے۔ اس لئے ہر اس شخص کے لئے جو خدائے یگانہ پر ایمان رکھتا ہے اور کلمۂ توحید سے ناک بھوں نہیں چڑھاتا، لازم ہے کہ وہ بوسیدہ کپڑوں پر قناعت نہ کرے (بلکہ) دین کے فاخرانہ لباس کا متلاشی ہو اور ظاہری اور باطنی لباس کی تکمیل کے لئے رغبت دکھائے اور کمال صدق اور اضطرار سے رب کریم کا دروازہ کھٹکھٹائے۔ وہ (اللہ) بہت سخی ہے وہ لوگوں کے سوال سے اکتاتا نہیں اور اس کے خزانے حدوقیاس سے باہر ہیں۔ پس جو زیادہ مانگے گا زیادہ انعام پائے گا۔ پس ایمان کی ایک خوبصورتی یہ بھی ہے کہ بندہ اللہ کی عطا سے مایوس نہ ہو اور اس کے دروازہ کو اس کے پیاروں پر بند خیال نہ کرے۔ اور اے لوگو! یقیناً تم اللہ کی نعمتوں اور اس کی عنایات کے محتاج ہو۔ پس یہ بدبختی ہوگی کہ تم اس کی عطا کردہ نعمتوں کو ردّ کردو۔ اس بھوکے شخص سے بڑھ کر بد بخت اور کون ہوسکتا ہے جو قریب المرگ ہو اور جب اسے لذیذ کھانا اور عمدہ روٹی پیش کی جائے وہ اسے رد کردے، اور اسے نہ لے اور اس پر نگاہ تک نہ ڈالے جبکہ وہ بھوک کا مارا ہوا اور بے حال ہو لیکن اس کے باوجود وہ اس کی خواہش نہ کرے۔

اے بھائیو! رحمان خدا تم پر رحم فرمائے! جان لو کہ میں تمہارے لئے آسمان سے ایک کھانا لایا ہوں اور اللہ نے اس صدی کے سر پر تمہاری آرزوؤں کو پورا کیا اور تم ان کے پورا ہونے کی دعا کیا کرتے تھے۔ سو اس نے تم پر اپنی نعمتوں کے دروازے کھول دیئے۔ کیا تم ان (نعمتوں) کو قبول کروگے؟ مجھے معلوم ہے کہ تم مجھ سے ہرگز خوش نہیں ہوگے۔ جب تک کہ میں تمہارے عقائد کی پیروی نہ کروں۔ اور میں اپنے رب کی وحی کیسے چھوڑ دوں اور تمہاری خواہشات کی پیروی کروں جبکہ اللہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اور مجھے نشانات، برکات اور ہر قسم کی نصرت اور تائیدات عطا کی گئی ہیں اور کاذبوں کے لئے یہ دروازہ کھولا نہیں جاتا خواہ مجاہدہ سے ان کے اعصاب کے سوا کچھ بھی باقی نہ رہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ اللہ خائنوں اور گناہگاروں سے پیار کرتا ہے۔ میں اس کی جناب سے تمہاری مدد کے لئے ایسے شیر کی طرح آیا ہوں جو اپنی کچھار سے نمودار ہوتا اور اپنی کچلیاں ظاہر کرکے حملہ کرتا ہے۔ پس تم مجھے پادریوں، ملحدوں اور مشرکوں میں کوئی شخص بھی ایسا دکھاؤ جو اس میدان کارزار میں میرا مقابلہ کرے اور قہار خدا کے نشانات کے ساتھ مجھ سے برسرِپیکار ہو۔ بخدا وہ سب میرا شکار ہیں اور اللہ نے ان پر راہِ فرار بند کردی ہے۔ نہ تو انہیں کوئی جنگل پناہ دے گا اور نہ سمندروں میں سے کوئی سمندر۔ ہم ان کی طرف تیز رفتاروں کی طرح سرعت سے فاصلے طے کرتے آرہے ہیں اور ہم اِنْ شَاءَ اللّٰہ ان تک فتح مند اور کامیاب و کامران ہو کر پہنچیں گے۔☆

[☆ میرے رب نے میری طرف وحی کی اور فرمایا کہ اس رات کی تمہاری تمام دعائیں میں قبول کروں گا اور ان میں سے ایک دعا اسلام کی قوت و شوکت کے بارہ میں ہے اور یہ 16/مارچ 1907ء کی شب تھی۔ منہ]

اور وہ تم پر غالب نہیں آسکتے تھے مگر تم حفاظت کرنے والوں کو چھوڑ کر جنگل کی طرف چلے گئے ہو اور پناہ دینے والے کی پناہ سے بیابان کی طرف نکل گئے ہو اور تم نے علوم کا توشہ ختم کردیا اور تم ایک تنگدست محروم کی طرح ہوگئے اور تم نے اپنے آپ کو ایک ایسے پیرِفرتوت کی طرح بنالیا جس کی نہ کوئی رائے ہوتی ہے اور نہ عقل۔ یا پھر ایسے چوپائے کی طرح جو جڑی بوٹیوں کے سوا کچھ نہیں جانتا۔ تم اس ہتھیار کو قبول نہیں کرتے جو آسمان سے حضرت کبریاء کی طرف سے اترا ہے۔ رہے دنیا کے ہتھیار تو وہ اِن دشمنوں کے مقابلے میں کوئی چیز نہیں۔ پس اب تمہاری جائے رہائش چٹیل بیابان اور ایسے دشت ہیں جہاں پانی نہیں۔ تم عمداً ایسے چشمہ ہائے رواں کو چھوڑ رہے ہو جو پیاسے کو سیراب کرتے ہیں۔ تم بیابانوں کو ترجیح دیتے ہو اور ہلاک کرنے والوں سے نہیں ڈرتے۔ اور دوپہر کی گرمی نے (تمہارے) بدنوں کو پگھلا دیا ہے۔ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اس کشادہ سایہ تلے پناہ نہیں لیتے جو تمہیں شدت گرمی سے بچائے اور تمہیں آبِ شیریں کی طرف لے جائے اور تمہیں قبروں کے گڑھوں سے دور رکھے۔ مدعی رسالت کے صدق کی سب سے بڑی دلیل ضلالت سے بھرپور زمانے کا ہونا ہے۔ اور اگر تمہیں میرے معاملہ میں شک ہو تو صبر سے کام لو حتی کہ اللہ ہمارے درمیان فیصلہ فرمادے اور وہی فیصلہ کرنے والوں میں سے سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ دشمنوں سے مباہلہ ہونے کے بعد اللہ نے ہمیں فرقان عطا کیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی طرف سے ہمیں غلبہ حاصل ہوگا لیکن اللہ نے دلیل سے ہلاک ہونے والے کو ہلاک کردیا۔ اور تم نے بھی منصوبہ باندھا اور اللہ نے بھی تدبیر کی اور اللہ تمام تدبیر کرنے والوں میں سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔ تم دیکھ رہے ہو کہ دشمن تمہارے گرد کس طرح خیمہ زن ہیں اور تم پر کس طرح مصیبت نازل ہورہی ہے اور تم اپنی کمزوری کے باعث ان کے سامنے ذلت سے سرنگوں ہو اور نفسانی خواہشات نے تمہیں ان کی طرف کھینچا ہے اور انہوں نے ایسے ایسے حیلے تراشے ہیں جو بصارت اور بصیرت کو محوِ حیرت کردیتے ہیں۔‘‘

..............................(الاستفتاء مع اردو ترجمہ صفحہ 130 تا 135۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 25 اکتوبر 2014ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں دو نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ان ہر دو نکاحوں کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور فریقین کو، لڑکے کو، لڑکی کو، ان کے خاندانوں کو آپس میں پیار اور محبت سے ایک دوسرے سے سلوک کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خاص طور پر لڑکا اور لڑکی جب بیاہ شادی کے بندھن میں بندھتے ہیں تو ان کو ایک دوسرے کو سمجھنے میں کچھ وقت لگتا ہے۔ اس لئے بہت صبر سے، حوصلہ سے ایک دوسرے کی طبیعتوں کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اگر ایک دفعہ صبر اور حوصلہ دکھایا جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے زندگی بھر ایسے جوڑے کامیابی سے اپنی زندگی گزارتے ہیں اور ان کی آئندہ نسلیں بھی ان راستوں پر چلنے والی ہوتی ہیں جو پیار اور محبت اور سلوک سے رہنے والے راستے ہیں، ان پر چلنا سکھانے والے راستے ہیں۔

پس ہمیشہ اس بات کو نئے قائم ہونے والے رشتوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ ایک دوسرے کی غلطیوں سے صَرفِ نظر کریں، کمزوریوں سے صَرفِ نظر کریں۔ ایک دوسرے کی خوبیوں کو تلاش کریں اور صبر اور حوصلہ سے اگر کوئی بات بُری بھی لگے تو اس کو برداشت کرنے کی عادت ڈالیں۔ اللہ کرے کہ یہ رشتے ہر لحاظ سے بابرکت ثابت ہوں۔

پہلا نکاح عزیزہ ایمن عقیل بنت مکرم واثق عقیل صاحب (امریکہ) کا ہے جو عزیزم عدنان حیدر مربی سلسلہ ابن مکرم جمیل حیدر صاحب (کینیڈا) کے ساتھ پانچ ہزار کینیڈین ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے۔ بچی کی طرف سے مکرم کلیم اللہ صاحب وکیل ہیں۔

یہ دونوں بچے جو ہیں یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی چوہدری غلام حیدر صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسل میں سے ہیں۔ ایک صحابی کی نسل میں سے، دوسرے لڑکا جو ہے مربی سلسلہ ہے۔ اس لحاظ سے ان پر بہت بڑی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں کہ اپنی زندگیوں کو ایسا نمونہ بنائیں جو دوسروں کے لئے بھی قابل تقلید ہو۔ کیونکہ بغیر اس کے اگر اپنی زندگی، گھریلو زندگی اچھی نہیں تو دوسروں کو بھی انگلی اٹھانے کا موقع ملتا ہے کہ پہلے اپنے گھر کو سنبھالو پھر ہمیں نصیحت کرو۔ اور مربی کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ بہت زیادہ جماعت کی تربیت کی طرف توجہ دے۔ صرف مسائل سیکھ لینا اور تبلیغ کر لینا کام نہیں ہے۔ بلکہ تربیت ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اس لحاظ سے مربی کو عملی نمونہ بننا چاہیے۔ اور عملی نمونہ کا پہلا اظہار اس کے گھر سے ہوتا ہے۔ پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں۔

اس کے بعد حضور انور نے فریقین کے درمیان ایجاب وقبول کروایا اور فرمایا:

اگلا نکاح عزیزہ ثریّا مبارک چیمہ واقفۂ نو کا ہے جو مکرم مبارک احمد چیمہ صاحب (لندن) کی بیٹی ہیں۔ یہ سلمان حسین عباسی واقف نَو ابن مکرم صفدر حسین عباسی صاحب کے ساتھ تین ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

دونوں خاندان ایسے ہیں جو پرانے احمدی خاندان ہیں۔ جماعت کی خدمت کی ان کو توفیق مل رہی ہے اور بچے بھی دونوں واقف نَو ہیں۔ اس لحاظ سے ان دونوں کو اپنی جماعتی ذمہ داریوں کو اور گھریلو ذمہ داریوں کو بھی سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اگر یہ بات سمجھ آجائے تو انشاء اللہ تعالیٰ پھر زندگی بڑی خوشگوار گزرتی ہے کیونکہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کرنے والے ہوتے ہیں۔

اس کے بعد حضور انور نے فریقین کے درمیان ایجاب وقبول کروایا اور فرمایا:

رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کرلیں۔

(مرتبہ:۔ ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

☆......☆......☆

نماز جنازہ حاضر وغائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 21 دسمبر 2016ء بروز بدھ، نماز ظہر وعصر سے قبل حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے **مکرم عبد المجید ظفر صاحب (سابق امیر جماعت رحیم یار خان۔ حال یوکے)** کی **نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

آپ 17 دسمبر 2016ء کو 75 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نے 1953ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، نظام جماعت کا احترام کرنے والے مخلص انسان تھے۔ خلافت کے شیدائی اور نظام جماعت کے اطاعت گزار تھے۔ آپ کو قائد ضلع اور امیر جماعت رحیم یار خان کے علاوہ مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق ملی۔ ملازمت سے فارغ ہونے کے بعد لندن آگئے اور یہاں بھی مجلس انصاراللہ اور جماعت کے مختلف شعبوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

(1) مکرم محمد اکرم عمر صاحب (مبلغ سلسلہ۔ ربوہ)

9؍دسمبر 2016ء کو 62 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو جامعہ احمدیہ پاس کرنے کے بعد سمبڑیال، سمندری اور شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین میں خدمت کی توفیق ملی۔ اس کے بعد آپ نے سپین اور پھر گوئٹے مالا میں تقریباً 13 سال تک بحیثیت امیر و مبلغ انچارج خدمت کی توفیق پائی جہاں آپ کو ابتدائی دور میں کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جنہیں آپ نے خندہ پیشانی سے قبول کیا۔ آپ نے احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے گوئٹے مالا کے متعدد علاقوں کے سفر کئے۔ کئی اخبارات نے آپ کے انٹرویو شائع کئے۔ ریڈیو اور ٹی وی پر بھی کئی بار پیغام پہنچانے کی توفیق ملی۔ صحت کی خرابی کے باعث پاکستان واپس آنے پر دفتر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن و وقف عارضی میں خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ آپ خلافت کے فدائی، دعا گو، خوش اخلاق اور مخلص خادم سلسلہ تھے۔ قرآن پاک سے عشق تھا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم فائز احمد صاحب (واقف نو) 2009ء سے گوئٹے مالا مشن ہاؤس میں خدمت دین کی توفیق پا رہے ہیں۔

(2) مکرم محمد عثمان صاحب (وینکوور۔ کینیڈا)

7؍اگست 2016ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ پاکستان آنے سے قبل چٹاگانگ میں رہائش پذیر تھے۔ جب بنگلہ دیش بننے کی مہم چلی تو اپنا کاروبار اور گھر بار چھوڑ کر لائلپور آگئے جہاں ابھی کاروبار شروع ہی کیا تھا کہ احمدیوں کے خلاف فسادات شروع ہوگئے۔ گھر بار چھوڑ کر کراچی شفٹ ہوئے اور وہاں بھی جماعتی مخالفت کا بہت صبر و ہمت سے سامنا کیا۔ آپ کو ضیاء الحق کے دور میں اسیر راہ مولیٰ ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ آپ بہت نیک، دعا گو، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ نہایت عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔

(3) مکرم خواجہ عبد الحمید صاحب انصاری (آف حیدر آباد دکن۔ انڈیا)

10؍نومبر 2016ء کو مختصر علالت کے بعد وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، غرباء کے ہمدرد، بہت نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے محبت کا گہرا تعلق تھا۔ آپ کو اردو ادب میں کافی مہارت تھی۔ آپ کے مضامین اخبار بدر میں کثرت سے شائع ہوتے تھے۔ آپ کو مطالعہ کے علاوہ درس القرآن کا بھی شوق تھا۔ آپ نے گھر میں بہت بڑی لائبریری بنائی ہوئی تھی۔ مرحوم موصی تھے۔

(4) مکرم محمد موسیٰ خان صاحب (آف بستی سہرانی۔ ضلع ڈیرہ غازی خان)

20 اور 21؍نومبر 2016ء کی درمیانی رات کو 76 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے نانا حضرت مولوی محمد عظیم صاحب کے ذریعہ آئی۔ جنہوں نے 1901ء میں پیدل قادیان جا کر بیعت کی تھی۔ آپ بہت خوش اخلاق، مہمان نواز، غریبوں کے ہمدرد، حقوق العباد کی ادائیگی کرنے والے بہت مخلص اور باوفا انسان تھے۔ خلافت سے نہایت عقیدت اور محبت کا تعلق تھا۔ آپ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا اور بڑے نڈر داعی الی اللہ تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کے دو بیٹے مکرم سجاد احمد سہرانی صاحب اور مکرم فیاض احمد صاحب معلم وقف جدید کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ ان کے علاوہ ایک پوتا عزیزم عرفان احمد جامعہ احمدیہ میں زیر تعلیم ہے۔

(5) مکرمہ نسیم منیر صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری محمد احمد منیر صاحب بہلولپوری۔ ناروے)

4 دسمبر 2016ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے ربوہ میں محلّہ دارالعلوم شرقی کی نائب صدر لجنہ اور ناروے میں 9 سال نیشنل صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوۃ کی پابند، غریب پرور، مہمان نواز، صدقہ وخیرات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی، خوش اخلاق اور سلیقہ شعار خاتون تھیں۔ خلافت سے گہری وابستگی اور فدائیت کا تعلق تھا۔ اپنے بچوں کی اچھی تربیت کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں خاوند کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے دو پوتے جامعہ احمدیہ یوکے میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

(6) مکرم محمد رشید شاد صاحب (آف فاروق آباد ضلع شیخوپورہ)

9؍نومبر 2016ء کو 77 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت میاں پیراں دتّہ صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، مہمان نواز، چندہ کی بروقت ادائیگی کرنے والے بہت نیک اور مخلص انسان تھے۔ خدمت دین کا جذبہ کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہوا تھا اور دعوت الی اللہ کے شیدائی تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(7) مکرم عالم صاحب (آف نیپال)

11؍دسمبر 2016ء کو 90 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے 10 سال قبل بیعت کی توفیق پائی اور ہمیشہ ثابت قدم رہے۔ آپ کو مخالفین نے اپنے آبائی گاؤں سے نکال دیا تھا۔ اس گاؤں میں آپ کے دو غیر احمدی بیٹے بھی رہتے ہیں جنہوں نے مخالفین کا ساتھ دیا۔ آپ مخالفانہ حالات کا بڑی بہادری سے ڈٹ کر مقابلہ کرتے رہے۔ بڑے نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔

(8) مکرم صوبیدار محمد حنیف صاحب (ماڈل ٹاؤن لاہور)

19؍اگست 2016ء کو 55 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ فوج سے ریٹائرمنٹ کے بعد آپ کو اپنے حلقہ میں بطور سیکرٹری تحریک جدید، سیکرٹری وقف جدید اور زعیم اعلیٰ انصاراللہ خدمت کی توفیق ملی۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، بہت نرم خو، بلند حوصلہ، اطاعت گزار اور ہمدرد انسان تھے۔ آپ کا گھر کئی سال نماز سینٹر کے طور پر استعمال ہوتا رہا۔

(9) مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم نصیر احمد اٹھوال صاحب آف احمد آباد سانگرہ۔ حال نصیر آباد سلطان ربوہ)

27؍نومبر 2015ء کو 65 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بہت مہمان نواز، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ آپ نے بچوں کی بہت اچھی تربیت کی۔ چندہ کے لئے آنے والوں کو کبھی خالی نہ بھجواتی تھیں۔

(10) مکرمہ مقصوداں بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم رشید احمد صاحب مرحوم۔ لاہور)

27؍نومبر 2016ء کو 72 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بہت نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ انتہائی وفا اور محبت کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(11) مکرم چوہدری محمد اسلم صاحب (آف لولیو۔ سویڈن)

6؍ستمبر 2016 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بہت مخلص، نظام جماعت کا احترام کرنے والے، مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے بہت نیک، مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ خلافت سے گہری وابستگی اور فدائیت کا تعلق تھا۔ آپ کی ساری اولاد خادم دین اور مالی قربانی کرنے والی ہے۔ آپ کے بڑے بیٹے مکرم محمد اکمل زاہد صاحب صدر جماعت لولیو سویڈن کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

مصالح العرب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم ۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 433

مکرمہ آسیا کریکت صاحبہ (1)

مکرمہ آسیا کریکت صاحبہ کا تعلق الجزائر سے ہے لیکن وہ کچھ عرصہ سے اپنے خاوند کے ساتھ فرانس میں رہ رہی ہیں۔ وہ احمدیت کی طرف اپنے سفر کا احوال بیان کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ:

گو میں ایک مُتدیّن اور اسلامی اقدار کے پابند معاشرے میں پلی بڑھی لیکن مجھے مختلف اسلامی فرقوں اور مذاہب کے بارہ میں کچھ علم نہ تھا بلکہ یوں کہنا بہتر ہوگا کہ دین اسلام اور اس کی تعلیمات کے بارہ میں میری نظر بڑی سطحی سی تھی۔ چنانچہ مَیں نے اپنے آباء واجداد کے دین کی پیروی کرتے ہوئے صوم وصلوٰۃ کی پابندی کرنے کی کوشش کی لیکن اس کی حقیقت اور مغز سے ناآشنا تھی یہانتک کہ میں نے حجاب بھی 26 سال کب عمر میں پہنچ کر اوڑھنا شروع کیا۔

مجھے مطالعہ کا بہت شوق تھا اور اسلامی تعلیمات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے موضوع پر لکھی گئی کتب کا مطالعہ میرا پسندیدہ مشغلہ بن گیا۔ علاوہ ازیں روزِمحشر کے احوال اور عذاب قبر وغیرہ کے بارہ میں لکھی جانے والی کتب بھی اکثر میرے مطالعہ میں رہتی تھیں۔

نذر اور حفظ قرآن

دینی لحاظ سے میری دلچسپی میں اس وقت اضافہ ہوگیا جب میرے ایف اے کے امتحانات ہونے والے تھے۔ اس وقت مَیں نے نذر مانی کہ اگر میں امتحان میں کامیاب ہوگئی تو میں سورۃ البقرۃ حفظ کروں کرنے کی کوشش کروں گی۔ خدا نے خاص فضل فرمایا اور مَیں ایف اے کے امتحانات میں کامیاب ہوگئی جس کے بعد مَیں نے اپنی نذر پوری کرتے ہوئے سورۃ البقرۃ حفظ کرنی شروع کی یہاں تک کہ اسے مکمل کرلیا۔ حفظِ قرآن میں مجھے ایسی لذّت آنے لگی کہ سورۃ البقرۃ کے بعد میں خود کو مزید سورتیں حفظ کرنے سے نہ روک سکی۔ اسی ایک کام نے میرے دل میں قرآن کریم کی عظمت اور محبت اس قدر راسخ کردی کہ مجھے تو جیسے قرآن کریم سے عشق ہوگیا، چنانچہ بہت تھوڑے عرصہ میں ہی مَیں نے 50 سورتیں حفظ کرلیں۔

دجّال اور خوفناک واقعات

نزولِ مسیح اور خروج دجّال پر میرا ایمان تو تھا لیکن مجھے اس بارہ میں بیان کی جانے والی احادیث میں بہت زیادہ تضاد دکھائی دیتا تھا اور میں نے یہ سوچ کر اس تضاد کو کبھی اہمیت نہ دی تھی کہ یہ واقعہ ہماری زندگی میں بہرحال رونما نہیں ہوگا اس لئے اس بارہ میں سوچ سوچ کر خود کو پریشان کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

تین چار سال قبل جب مصر کے ایک مشہور مولوی نے قیامت کی نشانیوں کے بارہ میں پروگرام پیش کیا اور اس میں بطور خاص دجّال کے بارہ میں بات کی تو اسے سن کر میرے ذہن میں دجال اور اس سے متعلق واقعات کی جو تصویر ابھری وہ کسی خوفناک فلم سے کم نہ تھی۔ اس موقع پر بھی یہ سوچ میری مددگار ثابت ہوئی کہ یہ تمام امور نہ جانے کتنے زمانوں کے بعد واقع ہونے ہیں اس لئے مجھے ان کے بارہ میں سوچ کر فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں۔

امام مہدی اور صحیح تفسیرِ قرآن

2010ء میں میری شادی ہوگئی اور میں اپنے خاوند کے پاس فرانس منتقل ہوگئی۔ اپنے گھر اور والدین و رشتہ داروں سے دوری نے مجھے بہت اداس کیا۔ ایسے میں میری وحشت کا ساتھی قرآن کریم تھا۔ اسے پڑھنے سے میری روح تسکین پاتی اور میرا وقت بہت اچھا گزر جاتا۔ پھر آہستہ آہستہ میں نے بعض آیات قرآنیہ کی تفسیر جاننے کے لئے انٹرنیٹ پر ریسرچ شروع کردی۔ میں جب بھی کسی آیت کی تفسیر تلاش کرتی تو متعدد مفسرین کی باہم مختلف تفاسیر پڑھنے کا موقع ملتا لیکن عجیب بات ہے کہ ان میں سے کوئی تفسیر بھی ایسی نہ ہوتی جس سے روح تسکین پاتی یا جسے بلاتأمل کہا جاتا کہ واقعی یہ اس آیت کی حقیقی تفسیر ہوسکتی ہے۔ اکثر ایسے ہوتا کہ میں ایسی تفاسیر کا مطالعہ ادھورا چھوڑ کر انٹرنیٹ بند کردیتی۔ پھر میں اکثر دعا کرتی کہ خدایا موت سے پہلے مجھے اپنے امام مہدی سے ضرور ملوا دینا تا میں اس سے ان آیات کی صحیح تفسیر کے بارہ میں پوچھ کر دل کی تسکین کرسکوں۔ ایسی دعا کی وجہ میرا خودساختہ تصور تھا کہ امام مہدی نے آکر قرآن کریم کی صحیح تفسیر کرنی ہے۔ گواُس وقت اس تصور کی بنیاد کسی آیت یا حدیث پر نہ تھی لیکن بعد میں مجھے پتہ چلا کہ بنیادی طور پر میرا یہ اعتقاد درست تھا کیونکہ قرآن کریم کی غلط تفسیر کی وجہ سے ہی تمام عقائدی اور عملی خرابیاں پیدا ہوئی ہیں۔ امام مہدی نے آکر ان عقائدی اور عملی خرابیوں کو دور کرنا ہے اور وہ تعالیمِ اسلام کی صحیح تشریح کے بغیر ناممکن ہے۔

اندھے کنویں میں گرنے سے بچ گئی

میری ایک سلفی سہیلی تھی جس نے ایک روز مجھے علاّمہ قرطبی کی چند کتب پڑھنے کے لئے دیں۔ میں نے ان کا مطالعہ شروع کیا اور آیت کریمہ { فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا } کی تفسیر پڑھی تو قریب تھا کہ میں گمراہی کی کسی گہری کھائی میں جا گرتی اور راستہ بھٹک جاتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے پردہ پوشی فرماتے ہوئے مجھے بچایا جس کے بعد میں نے تحقیق کے میدان میں اتر کر خود تسلی کرنے کی ٹھان لی۔ چنانچہ میں نے انٹرنیٹ پر شیعہ اور اہل سنت کے امام مہدی کے بارہ میں خیالات اور اقوال کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر پڑھنا شروع کردیا۔ اسی دوران اتفاقاً مجھے داعش کے لیڈر بغدادی کی ایک ویڈیو مل گئی۔ میں اسے سن کر بڑی حیران ہوئی۔ چونکہ اس وقت داعش کی ابھی ابتدا ہورہی تھی اور لاعلمی کی وجہ سے کچھ لوگ اس کے حق میں تھے اور کچھ مخالف۔ داعش نے آتے ہی ایسی اسلامی حکومت قائم کرنے کا دعویٰ کیا تھا جس میں تمام ملکی حدود کو ختم کردیا گیا تھا۔ اس لئے یہ بات مجھے بہت بھلی لگی اور مجھے اس سے بہت امیدیں لگ گئیں۔ مجھے امام مہدی کا ظہور بہت قریب دکھائی دینے لگا تھا۔ اس کے بعد میں الجزائر گئی تو وہاں سنا کہ الجزائر کی حکومت نے اپنے ملک کے باشندوں کو داعش سے دُور رہنے کا کہا ہے۔ میں اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اس بارہ میں بحث کرتی اور انہیں کہتی کہ یہ اسلامی خلافت کے قیام کے داعی ہیں اس لئے اچھے ہیں۔ میرے تمام خیالات ایسے حسنِ ظن پر مبنی تھے جو شاید داعش کی حقیقت سے ناواقفی کا نتیجہ تھا۔ جب میں فرانس واپس آئی تو اس کے ایک ماہ کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک بہت گہرے اور اندھے کنویں کی منڈیر کو پکڑے اس کی اندرونی جانب لٹکی ہوئی ہوں اور محسوس کرتی ہوں کہ اب میں اس اندھے کنویں میں گرنے ہی والی ہوں۔ اس وقت اچانک سفید رنگ کے تین یا چار بڑے بڑے پرندے آتے ہیں اور مجھے منڈیر سے اٹھا کر لے جاتے ہیں اور یوں میری جان میں جان آتی ہے۔

اس رؤیا کے بعد میں بہت ڈر گئی اور اس وقت میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ شاید میں بہت شدید بیمار ہوجاؤں گی اور رؤیا میں پرندوں سے مراد ڈاکٹر حضرات ہیں۔

ایم ٹی اے العربیۃ سے تعارف

اس رؤیا کے دو ہفتے کے بعد میں ایک روز انٹرنیٹ پر کچھ ریسرچ کررہی تھی کہ مجھے ایم ٹی اے کے مشہور پروگرام ’’الحوار المباشر‘‘ کا ایک کلپ مل گیا جس میں وفات مسیح علیہ السلام کے دلائل دیئے گئے تھے۔ قرآنی آیات سے وفات مسیح کا استدلال سن کر آن کی آن میں ہی میری کایا پلٹ گئی۔ میں نے بے ساختہ کہا کہ یہی حقیقی تفسیر ہے۔ اس کلپ نے میری پیاس بڑھادی اور میں نے ڈھونڈ کر یہ پروگرام پورا دیکھا۔ پھر اس کے ذریعہ ایم ٹی اے سے تعارف ہوا اور میں اس کے مختلف پروگرام مزدیکھنے لگی۔ ایک ہفتے کے بعد مجھے پتہ چلا کہ یہ ایک جماعت ہے اور پروگرام الحوار المباشر میں مذکورہ وفات مسیح کے دلائل اس جماعت کے بانی نے بیان کئے ہیں۔

یہ کافر نہیں ہوسکتے!

پھر اچانک میری توجہ الحوار المباشر کے ایک ممبر کی بات کی طرف مبذول ہوئی جو اپنی جماعت کے بانی کے نام کے ساتھ ’’علیہ السلام‘‘ کہہ رہا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ کون ہوسکتا ہے جس کے نام کے ساتھ علیہ السلام کہا جاتا ہے؟ میں نے انٹرنیٹ پر جماعت احمدیہ کے بارہ میں ریسرچ کی تو معلوم ہوا کہ تمام علماء ہی اس جماعت کو کفار کہتے ہیں اور اس کے بانی کے دعویٰ کی بھی تکذیب کرتے ہیں۔ اس وقت میں نے کہا کہ یہ لوگ کافر نہیں ہوسکتے۔ ان کے چہروں پر نظر آنے والا نور جھوٹا نہیں ہوسکتا۔

اس کے بعد میں نے مزید ریسرچ اور مطالعہ کا فیصلہ کیا اور دن رات پروگرام الحوار المباشر دیکھنے کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کا مطالعہ کرنا شروع کردیا۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ میری زندگی کے خوبصورت ترین دن تھے۔ ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے مجھے کوئی چھپا ہوا خزانہ مل گیا ہو۔ جب میں حضور علیہ السلام کی سیرت کو سنتی تو یوں لگتا جیسے میں آپ کے ساتھ آپ کے زمانے میں ہوں اور ان واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہوں۔ الغرض پہلے دن سے ہی مجھے اس جماعت سے خاص محبت ہوگئی اور میں اپنے ثبات قدم کے لئے دعائیں کرنے لگی۔

استخارہ اور راہنمائی

اسی عرصہ میں مَیں نے الحوار المباشر میں مکرم محمد شریف صاحب کی زبانی سنا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کے بارہ میں جاننے کے لئے استخارہ کرنا چاہئے۔ میں نے استخارہ شروع کیا اور دو روز تک بہت مجاہدہ کیا جس کے بعد میری ایک رشتہ دار کا فون آیا اور اس نے کہا کہ میں نے رؤیا میں دیکھا ہے کہ میں تمہارے ساتھ تمہارے سسرال کے گھر میں ہوں۔ اس گھر میں بہت سے کمرے ہیں اور تم مجھے کہتی ہو کہ مجھے کوئی ایسا کمرہ دو جس میں روشنی اور گرمائش نسبتاً زیادہ ہو۔ چنانچہ مجھے میری پسند کا کمرہ مل جاتا ہے تو میں اس میں بیٹھتے ہوئے کہتی ہوں کہ یہ کمرہ مجھے بہت پسند آیا ہے۔

میری سہیلی کا رؤیا تو ختم ہوگیا لیکن مجھے اچھی طرح سمجھ آگیا کہ یہ میرے استخارہ کا جواب ہے اور پھر مجھے سفید پرندوں والا رؤیا بھی یاد آگیا اور اس وقت اس کی یہ تعبیر ذہن میں آئی کہ الحوار المباشر کے شرکاء ہی وہ سفید پرندے ہیں جنہوں نے مجھے اندھے کنویں میں گرنے سے بچایا ہے۔

بیعت کا مرحلہ

واضح ہدایت اور راہنمائی ملنے کے بعد بھی میں کھل کر بیعت کرنے کے لئے تیار نہ ہوسکی۔ بیعت کا مرحلہ بہت مشکل تھا اور مجھے اس کے بارہ میں بہت خوف اور تردد تھا۔ بالآخر بہت دعائیں کرنے کے بعد مجھے انشراح صدر ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بیعت کرنے کا عزمِ صمیم عطا فرمادیا۔ چنانچہ میں نے اپنے خاوند کو اس فیصلہ سے آگاہ کردیا۔

میرا خاوند فرانس میں پلا بڑھا ہے اس لئے اسے دینی علوم کی باریکیوں کا علم نہیں ہے نہ ہی مختلف مذاہب اور فرقوں کی آراء سے کچھ واقفیت ہے۔ لیکن اس بات پر اس کا بہت اصرار تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اس لئے ان کے بعد کسی اور نبی پر ایمان لانا درست نہیں ہے۔ نیز متشدد مسلمان جماعتوں اور اسلام کے نام پر بنی دہشتگرد تنظیموں کے بعض تصرفات کی وجہ سے میرا خاوند کسی بھی جماعت کے ساتھ منسوب ہونے کے حق میں نہ تھا اور جماعت احمدیہ کے بارہ میں تو اس کے پاس ایک اور بھی دلیل تھی کہ اس نے مختلف اسلامی جماعتوں میں جماعت احمدیہ کا نام آج تک نہیں سنا۔ ان تمام وجوہات اور خاوند کی طرف سے حوصلہ شکنی کے باوجود میں بیعت پر مصر تھی۔ ان ایام میں میں نے بہت زیادہ دعائیں کیں کہ خدایا میری مشکل آسان کردے اور میرے خاوند کو بھی اس نور سے حصہ عطا فرما جس کی طرف تُو نے میری راہنمائی فرمائی ہے۔ اس کے بعد میں نے انٹرنیٹ کھول کر کچھ ڈھونڈنا چاہا تو مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی عالمی امن کے بارہ میں کوششوں، دوروں اور خطابات کی رپورٹ پر مشتمل مختصر سی ویڈیو مل گئی جس کے آخر پر مختلف سیاسی اور علمی شخصیات کے تأثرات بھی تھے اور اس کا فرنچ زبان میں ترجمہ بھی موجود تھا۔ میں نے یہ ویڈیو اپنے خاوند کو دکھائی تو وہ کسی قدر مطمئن ہوگیا اور بالآخر اس نے مجھے بیعت کرنے کی اجازت دے دی۔ یوں میں نے بیعت فارم پُر کر کے ارسال کردیا اور دو ماہ کے بعد حضور انور کی طرف سے میری بیعت کی قبولیت پر مشتمل جواب آگیا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

(باقی آئندہ)

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وقت تک دنیا کے 209 ممالک میں احمدیت کا پودا لگ چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ 32 سالوں میں (84ء سے لے کر اب تک) 118 ممالک اللہ تعالیٰ نے احمدیت کو عطا فرمائے ہیں۔

اس سال دو نئے ممالک پیراگوئے (Paraguay) اور کیمن آئی لینڈز (Cayman Islands) میں احمدیت کا نفوذ ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال دنیا بھر میں جو نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں (پاکستان سے باہر) ان کی تعداد 721 ہے۔ اور ان جماعتوں کے علاوہ 964 نئے مقامات پر پہلی بار احمدیت کا پودا لگا ہے۔

اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو مساجد جماعت نے بنائیں یا تعمیر کیں یا ملیں ان کی مجموعی تعداد 299 ہے جن میں سے 120 نئی مساجد تعمیر ہوئی ہیں اور 179 بنی بنائی عطا ہوئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوران سال ہمارے مشن ہاؤسز میں 121 کا اضافہ ہوا ہے۔

وکالت تصنیف، وکالت اشاعت (طباعت)، وکالت اشاعت (ترسیل)، رقیم پریس کی مساعی کی رپورٹس

اس سال 981 مختلف کتب، پمفلٹ اور فولڈر وغیرہ 58 زبانوں میں ایک کروڑ 56 لاکھ 20 ہزار 68 کی تعداد میں طبع ہوئے۔ یہ تعداد گزشتہ سال کی نسبت 33 لاکھ سے زائد ہے۔

اس سال دنیا بھر میں 580 بک فیئرز میں جماعت نے حصہ لیا اس کے علاوہ 1566 نمائشیں اور 13453 بک سٹالز کا انعقاد ہوا۔ ان پروگراموں کے ذریعہ چالیس لاکھ انیس ہزار سے زائد افراد تک جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچا۔

اس سال دنیا بھر کے 101 ممالک میں مجموعی طور پر ایک کروڑ گیارہ لاکھ سے زائد لیف لیٹس تقسیم ہوئے اور اس ذریعہ سے دو کروڑ چھیانوے لاکھ سے زائد افراد تک پیغام پہنچا۔

جماعت احمدیہ یوکے (UK) کے 50ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 13؍ اگست 2016ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی، (آلٹن) میں دوسرے دن بعد دوپہر کا خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۔اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ۔

جیسا کہ روایت ہے اس وقت مَیں رپورٹ پیش کروں گا۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وقت تک دنیا کے 209 ممالک میں احمدیت کا پودا لگ چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ 32 سالوں میں (84ء سے لے کر اب تک) 118 ممالک اللہ تعالیٰ نے احمدیت کو عطا فرمائے ہیں۔

نئے ممالک میں نفوذ

اس سال دو نئے ممالک پیراگوئے (Paraguay) اور کیمن آئی لینڈز (Cayman Islands) میں احمدیت کا نفوذ ہوا ہے۔

یہ ملک پیراگوئے (Paraguay) جو ہے یہ ساؤتھ امریکہ کا ملک ہے۔ ارجنٹائن اور برازیل اور بولیویا سے ان کی سرحدیں ملتی ہیں۔ سپینش ان کی مقامی زبان ہے۔ سپینش اور مقامی زبان گورانی (Guarani) یہاں بولی جاتی ہے۔ اس ملک کی آبادی 68 لاکھ سے اوپر ہے اور یہاں ہمارے مبلغین کینیڈا سے بھی جاتے رہے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کام کیا اور جماعت کا قیام ہوا۔ یہاں آٹھ مقامی افراد اور دو پاکستانی افراد پر مشتمل جماعت قائم ہو چکی ہے۔

اس طرح کیمن آئی لینڈز (Cayman Islands) ہے۔ یہ بھی شمالی امریکہ کا ملک ہے۔ تین جزائر پر مشتمل ہے۔ یہ Caribbean Sea میں واقع ہے اور سیاحتی اعتبار سے بھی کافی مشہور ہے۔ یہاں بھی کینیڈا کے مربیان اور بلیز (Belize) کے مربیان کو جا کے تبلیغ کرنے کی توفیق ملی اور چار افراد نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت قبول کی۔

دوران سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے 49 ممالک میں وفود بھیج کر احمدیت میں نئے شامل ہونے والوں سے رابطے کئے گئے۔ تعلیمی و تربیتی پروگرام بنائے گئے۔ جماعتی سینٹرز کے کام اور جماعت کی رجسٹریشن کے حوالے سے جائزے لئے گئے اور اخبارات میں انٹرویو اور آرٹیکل شائع ہوئے۔ لٹریچر تقسیم کیا گیا اور بہت اچھے تاثرات سامنے آئے۔

نئی جماعتوں کا قیام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال دنیا بھر میں جو نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں (پاکستان سے باہر) ان کی تعداد 721 ہے۔ اور ان جماعتوں کے علاوہ 964 نئے مقامات پر پہلی بار احمدیت کا پودا لگا ہے۔ نائیجر سرفہرست ہے جہاں امسال 174 نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں اور اس کے بعد پھر بینن 103، مالی 75 اور اس طرح مختلف جماعتیں ہیں۔

نئی جماعتیں قائم ہونے کے واقعات تو بہت سارے ہیں۔ ایک واقعہ امیر صاحب گیمبیا لکھتے ہیں کہ نیامینا ڈسٹرکٹ کے ایک گاؤں کودونگ (Kudang) میں جماعت کا قیام ہوا تو وہاں کے احمدیوں کو دیگر مسلمانوں کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک دن اس گاؤں میں احمدیوں نے ایک تبلیغی پروگرام رکھا جس میں سارے گاؤں والوں کو دعوت دی۔ چنانچہ جب ہمارے مشنری نے وہاں تقریر کی اور انہیں اسلام کی تعلیمات کے بارے میں بتایا تو اس گاؤں کے چیف نے سارے مجمع کے سامنے کھڑے ہو کر یہ کہا کہ میں نے جماعت کے خلاف بہت کچھ سن رکھا تھا لیکن آج جماعت احمدیہ کے مبلغ کی تبلیغ کا آغاز ہی کلمہ، سورۃ فاتحہ اور درود شریف کے ساتھ ہوا ہے اور جونہی میں نے مبلغ کے منہ سے کلمہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت سنی اسی وقت میرے تمام شکوک دور ہو گئے۔ موصوف نے اسی وقت اعلان کیا کہ میں جماعت احمدیہ میں شامل ہو رہا ہوں اور باقی لوگوں کو بھی یہی کہوں گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس گاؤں کے 635 افراد نے اس جگہ پر بیعت کی۔

مساجد کی تعداد

نئی مساجد کی تعمیر اور جماعت کو عطا ہونے والی مساجد۔ اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو مساجد جماعت نے بنائیں یا تعمیر کیں یا ملیں ان کی مجموعی تعداد 299 ہے جن میں سے 120 نئی مساجد تعمیر ہوئی ہیں اور 179 بنی بنائی عطا ہوئی ہیں۔ جس میں دنیا کے مختلف ممالک کی مساجد ہیں۔ اس کی تفصیل لمبی ہے اس کو میں چھوڑتا ہوں۔ برازیل میں مسجد بیت الاول کی تعمیر مکمل ہوئی۔ وہاں کی یہ پہلی مسجد ہے اور بڑی خوبصورت دو منزلہ مسجد ہے۔ جاپان کی مسجد تعمیر ہوئی۔ جزائر قموروز (Comoros) میں پہلی مسجد تعمیر ہوئی۔ بیلجیم میں تعمیر جاری ہے۔ ری یونین آئی لینڈ میں مرکز قائم ہوا۔ اسی طرح اور بہت ساری جگہوں پہ ہیں۔

مساجد کے تعلق میں ایک دو واقعات پیش کر دیتا ہوں۔

وہاں بینن سے ہمارے ایک مبلغ لکھتے ہیں کہ پاراکو شہر سے 85 کلومیٹر دور اور مین روڈ سے سات کلومیٹر دور جنگل میں واقع براندو (Borandou) گاؤں میں 2009ء سے ہماری جماعت قائم ہے اور اس گاؤں کے لوگ فولانی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ سارا دن جنگلوں میں

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ کی مخالفت اور افراد جماعت پر مخالفین جماعت کی طرف سے کئے جانے والے مظالم کوئی نئی چیز نہیں اور نہ ہی انبیاء کی جماعتوں کی مخالفت کوئی نئی بات ہے۔ سب شیاطین اکٹھے ہو کر یہ مخالفت کرتے ہیں۔ علماء اور لیڈر عوام الناس کے سامنے عجیب و غریب قسم کی باتیں انبیاء اور ان کے ماننے والوں کی طرف منسوب کر کے بیان کرتے ہیں، انہیں بھڑکاتے ہیں۔ نفرتوں کی آگیں سلگانے کی کوشش کرتے ہیں۔

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ اب ہم احمدیوں پر ظلم کی انتہا ہوگئی ہے اور اب ہمیں سختی کا جواب سختی سے دینا چاہئے۔ کتنا عرصہ ہم تکلیفیں برداشت کریں گے۔ بعض ایسے نوجوانوں کے ذہنوں کو زہر آلود کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمیں اپنے مطالبات منوانے کے لئے اور اپنی آزادی کے لئے دنیاوی طریق اختیار کرنے چاہئیں۔ یہ جہالت کی باتیں ہیں اور انتہائی غلط سوچ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فتح و نصرت اور ترقی کے وعدے کئے ہیں لیکن سختی کا جواب سختی سے دینے سے نہیں بلکہ پیار اور محبت اور دعاؤں کی طرف توجہ کرنے سے اور یہی بات آپ علیہ السلام نے ہمیں بار بار سمجھائی ہے کہ جماعت کی ترقی اور دشمن کی تباہی دعاؤں سے ہونی ہے۔ انشاء اللہ۔ اس لئے اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق ڈھالتے ہوئے اپنے اندر تقویٰ پیدا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے آگے جھکو۔

اگر کوئی ایک آدھ شخص بھی ایسی بات کرے جو جماعتی تعلیم کے خلاف ہے تو فتنہ پیدا کرنے والی بات ہے اور دشمن کو اپنے خلاف مزید مخالفت کا موقع دینا ہے۔ خاص طور پر جب کہ ایسی باتیں واٹس ایپ پر یا ٹوئٹر پہ یا فیس بک پہ یا کسی اور ذریعہ سے کی جائیں۔

ہم نے تو اس تعلیم پر عمل کرنا ہے اور اس ہدایت پر چلنا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں دی ہے۔ ہم نے گالیوں کا جواب نہ گالی سے دینا ہے، نہ فساد کا جواب فساد پیدا کر کے دینا ہے اور قانون کو اپنے ہاتھ میں لے کر دینا ہے۔ ملک میں فساد کرنا ہماری تعلیم نہیں ہے۔ پس ایک ہی راستہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے در کو پکڑیں اور دعاؤں کی انتہا کر دیں۔

ہم میں سے ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا میں نے دعا کے وہ معیار حاصل کر لئے ہیں جو اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔ کیا ہم دنیاوی اسباب کی طرف نظر رکھنے کی بجائے اپنی روح کو گدازش کے اس معیار پر لے گئے ہیں جہاں قبولیت دعا ہوتی ہے۔ پس ہمارا کام صبر اور دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دامن کو پکڑے رکھنا ہے۔ اگر کوئی بھی ہم میں سے بے صبری دکھائے گا تو اپنا نقصان کرے گا۔

دوسرے مسلمان تو بغیر رہنما کے ہیں اور اس وجہ سے ان میں بگاڑ پیدا ہو رہا ہے اور تقویٰ سے دوری ہو رہی ہے لیکن ہم جو احمدی مسلمان ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں ایک رہنما عطا فرمایا ہے، ہمارا ہر عمل اسلامی تعلیم کے مطابق ہونا چاہئے اور ہماری ہر بات تقویٰ پر مبنی ہونی چاہئے۔ عارضی اور وقتی جوشوں سے ہمیں ہمیشہ بچنا چاہئے۔

نامساعد حالات میں اگر ہم زمانے کے امام کی بتائی ہوئی نصائح اور ہدایات پر عمل نہیں کر رہے تو ہم اس نور سے دُور چلے جائیں گے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس اطاعت کی وجہ سے ہمیں ملنا ہے۔ پس ہمیں پہلے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اگر ہمارے تقویٰ کے معیار اتنے بلند ہو چکے ہیں کہ جہاں ہمیں اللہ تعالیٰ کا نور نظر آئے تو پھر ہمیں اس بات پہ یقین ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت قریب ہے۔

یہ ابتلا کا دَور یقیناً ختم ہونے والا دَور ہے لیکن اس میں تیزی پیدا کرنے کے لئے ہمیں اپنے تقویٰ کے معیاروں کو بڑھانے اور بڑھاتے چلے جانے کی ضرورت ہے۔

مکرم ملک خالد جاوید صاحب ابن مکرم ملک ایوب احمد صاحب (دوالمیال) کی وفات۔ مرحوم کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 23 دسمبر 2016ء بمطابق 23 فتح 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

جماعت احمدیہ کی مخالفت اور افراد جماعت پر مخالفین جماعت کی طرف سے کئے جانے والے مظالم کوئی نئی چیز نہیں اور نہ ہی انبیاء کی جماعتوں کی مخالفت کوئی نئی بات ہے۔ سب شیاطین اکٹھے ہو کر یہ مخالفت کرتے ہیں۔ علماء اور لیڈر عوام الناس کے سامنے عجیب و غریب قسم کی باتیں انبیاء اور ان کے ماننے والوں کی طرف منسوب کر کے بیان کرتے ہیں، انہیں بھڑکاتے ہیں۔ نفرتوں کی آگیں سلگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ بیان کر کے واضح فرما دیا کہ ہر رسول کی مخالفت ہوتی ہے۔ کوئی نبی نہیں جس کی مخالفت نہ ہوئی ہو۔ انبیاء سے استہزاء بھی کیا جاتا ہے۔ ان کے کاموں میں روکیں ڈالنے کی

شیطان کوشش بھی کرتا ہے۔ تو یہ کوئی نئی چیز نہیں جس کا جماعت احمدیہ کو سامنا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اس بات کو بیان فرماتے ہوئے ایک جگہ فرماتا ہے کہ وَکَذَالِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُھُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا۔ (الانعام:113) اور ہم نے انسانوں اور جنّوں میں سے سرکشوں کو اس طرح ہر ایک نبی کا دشمن بنا دیا تھا۔ ان میں سے بعض بعض کو ملمّع کی ہوئی باتیں دھوکہ دیتے ہوئے وحی کرتے ہیں۔ یعنی دھوکے والے خیالات لوگوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی یہ بات آج بھی سچ ہے۔ یہ سرکش علماء دین کے نام پر دھوکہ دیتے ہیں اور دھوکہ دیتے ہوئے عوام الناس کو بھڑکاتے ہیں اور مختلف جگہوں پہ بعض لیڈر بھی ان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کی طرف ایسی باتیں منسوب کی جاتی ہیں جن کا کوئی وجود ہی نہیں، حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں۔ اسی طرح دوسری باتیں بھی جو یہ لوگ جماعت کے بارے میں کرتے ہیں یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا استہزاء کرتے ہیں یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائی ہیں کہ انبیاء کے ساتھ یہی کچھ ہوتا ہے۔ جھوٹ بھی ان پہ بولا جاتا ہے۔ ان کا استہزاء بھی کیا جاتا ہے، مذاق بھی اڑایا جاتا ہے۔ پس یہ مخالفت اور ہمیں تکالیف دینا ایک حقیقی سچے، ایمان پر قائم احمدی کے ایمان میں زیادتی کا باعث بنتا ہے۔ لیکن بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ اب ہم احمدیوں پر ظلم کی انتہا ہوگئی ہے اور اب ہمیں سختی کا جواب سختی سے دینا چاہئے۔ کتنا عرصہ ہم تکلیفیں برداشت کریں گے۔ یہ چاہے ایک دو یا چند ایک ہوں لیکن بعض ایسے لوگ نوجوانوں کے ذہنوں کو زہر آلود کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمیں اپنے مطالبات منوانے کے لئے اور اپنی آزادی کے لئے دنیاوی طریق اختیار کرنے چاہئیں۔ یہ جہالت کی باتیں ہیں اور انتہائی غلط سوچ ہے۔ یا تو ایسے لوگ جذبات میں آکر یہ بھول گئے ہیں کہ ہماری بنیادی تعلیم کیا ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ آپ نے اپنی جماعت کو ان سختیوں اور تکالیف کو برداشت کرنے کے لئے کیا نصائح فرمائی ہیں۔ یا پھر ایسے لوگ ہمدرد بن کر جماعت میں تفرقہ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ جوں جوں جماعت بڑھتی ہے مخالفین مختلف ذریعوں سے حملے کرتے ہیں۔ مختلف طریقے آزمائے جاتے ہیں۔ ہوسکتا ہے یہ بھی ایک طریقہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فتح و نصرت اور ترقی کے وعدے کئے ہیں لیکن سختی کا جواب سختی سے دینے سے نہیں بلکہ پیار اور محبت اور دعاؤں کی طرف توجہ کرنے سے اور یہی بات آپ علیہ السلام نے ہمیں بار بار سمجھائی ہے کہ جماعت کی ترقی اور دشمن کی تباہی دعاؤں سے ہونی ہے۔ انشاء اللہ۔ اس لئے اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق ڈھالتے ہوئے اپنے اندر تقویٰ پیدا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے آگے جھکو۔ مسیح موعود نے تو امن کا شہزادہ بن کر آنا تھا اور آیا۔ آپ نے تو اپنے ماننے والوں کو پہلے دن سے ہی کہہ دیا تھا کہ میرے راستے آسان راستے نہیں ہیں۔ ان میں بڑی سختیاں ہیں۔ یہاں جذبات کو بھی مارنا ہوگا اور جانی و مالی نقصان کو بھی برداشت کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے افراد جماعت اس راہ میں ہر قسم کی قربانی کرتے چلے جارہے ہیں اور جیسا کہ مَیں نے گزشتہ خطبوں میں ذکر بھی کیا تھا کہ مجھے لکھتے ہیں کہ دشمن کے حملوں سے ہم ڈرتے نہیں۔ ہمارے ایمان پہلے سے مضبوط ہورہے ہیں۔ لیکن اگر کوئی ایک آدھ شخص بھی ایسی بات کرے جو جماعتی تعلیم کے خلاف ہے تو فتنہ پیدا کرنے والی بات ہے اور دشمن کو اپنے خلاف مزید مخالفت کا موقع دینا ہے۔ خاص طور پر جب کہ ایسی باتیں واٹس اَیپ پر یا ٹوئٹر پہ یا فیس بُک پہ یا کسی اور ذریعہ سے کی جائیں۔ پس ہم تو اس تعلیم پر عمل کرتے آئے ہیں کہ مخالفین کے ظلم اور بربریت کے مقابلہ پر ہم نے ظلم و بربریت نہیں دکھانی۔ ویسے اظہار ہم نے نہیں کرنے اور نہ ہی حکومتوں سے ہم نے ہتھیاروں سے مقابلہ کرنا ہے۔ ہمارا مقابلہ دعاؤں کے ہتھیار سے ہے جیسا کہ مَیں نے کہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کی مدد اور اس کے پیار کو حاصل کرنا ہے تو دشمن کے حملوں اور زیادتیوں کا جواب اس طرح نہیں دینا بلکہ صبر اور دعا سے کام لینا ہے تبھی ہم کامیابیوں کو دیکھیں گے۔ چنانچہ ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ پہلے آپ نے ایک فارسی کا شعر فرمایا کہ

عزیزاں بے خلوص و صدق نہ کشایند راہے را
مصفّا قطرۂ باید کہ تا گوہر شود پیدا

کہ اے عزیزو! بغیر خلوص اور صدق کے مقام حاصل نہیں ہوتا۔ صاف اور شفاف قطرہ بنو کہ وہی صاف اور شفاف قطرہ ہے جس سے گوہر اور موتی پیدا ہوتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ:

’’اے میرے دوستو! جو میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو خدا ہمیں اور تمہیں ان باتوں کی توفیق دے جن سے وہ راضی ہوجائے۔ آج تم تھوڑے ہو اور تحقیر کی نظر سے دیکھے گئے ہو اور ایک ابتلا کا وقت تم پر ہے اُسی سنّت اللہ کے موافق جو قدیم سے جاری ہے۔ ہر یک طرف سے کوشش ہوگی کہ تم ٹھوکر کھاؤ اور تم ہر طرح سے ستائے جاؤ گے اور طرح طرح کی باتیں تمہیں سننی پڑیں گی اور ہر یک جو تمہیں زبان یا ہاتھ سے دکھ دے گا وہ خیال کرے گا کہ اسلام کی حمایت کررہا ہے۔‘‘

اکثر ہمارے مخالفین عوام الناس جو ہیں کم علمی کی وجہ سے مخالفت کرتے ہیں۔ مولویوں نے ان کے دماغوں میں یہ ڈال دیا ہے کہ احمدیوں کی جو مخالفت ہے یہ اسلام کی بہت بڑی خدمت ہے۔

آپ نے فرمایا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اسلام کی حمایت کررہے ہیں فرماتے ہیں کہ:

’’اور کچھ آسمانی ابتلا بھی تم پر آئیں گے تا تم ہر طرح سے آزمائے جاؤ۔ سو تم اس وقت سن رکھو کہ تمہارے فتحمند اور غالب ہوجانے کی یہ راہ نہیں کہ تم اپنے خشک منطق سے کام لو یا تمسخر کے مقابل پر تمسخر کی باتیں کرو۔ یا گالی کے مقابل پر گالی دو۔ کیونکہ اگر تم نے یہی راہیں اختیار کیں تو تمہارے دل سخت ہوجائیں گے اور تم میں صرف باتیں ہی باتیں ہوں گی جن سے خدا تعالیٰ نفرت کرتا ہے اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ سو تم ایسا نہ کرو کہ اپنے پر دو لعنتیں جمع کرلو۔ ایک خلقت کی اور دوسری خدا کی بھی‘‘۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 547-546)

پس ہم نے تو اس تعلیم پر عمل کرنا ہے اور اس ہدایت پر چلنا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں دی ہے۔ ہم نے گالیوں کا جواب نہ گالی سے دینا ہے، نہ فساد کا جواب فساد پیدا کرکے دینا ہے اور قانون کو اپنے ہاتھ میں لے کر دینا ہے۔ اور پھر پاکستان اور مسلمان ممالک میں تو اگر جائز طور پر بھی اپنا دفاع کریں تو اکثر یہی دیکھا گیا ہے کہ قانون بجائے ہمارا ساتھ دینے کے ظالم کا ساتھ دیتا ہے۔ مظلوم احمدی اسیران کی ضمانت بھی اس وجہ سے نہیں لی جاتی کہ عدالتیں مولوی کے سامنے بے بس ہیں۔ عدالت کے باہر کھڑا مولوی عدالت کو پیغام بھیج دیتا ہے کہ اگر ضمانت دی تو پھر تم اپنا حال دیکھ لینا اور پھر اکثر جج خوف سے اگلی تاریخیں دے دیتے ہیں اور فیصلہ نہیں کرتے۔ پس نہ قانون نافذ کرنے والے ادارے ہمارا ساتھ دینے کو تیار ہیں، نہ قانون انصاف کرنے کو تیار ہے۔ ملک میں فساد کرنا ہماری تعلیم نہیں ہے۔ پس ایک ہی راستہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دَر کو پکڑیں اور دعاؤں کی انتہا کردیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’دعا اور اس کی قبولیت کے زمانہ کے درمیانی اوقات میں بسا اوقات ابتلا پر ابتلا آتے ہیں اور ایسے ایسے ابتلا بھی آجاتے ہیں جو کمر توڑ دیتے ہیں۔ مگر مستقل مزاج سعید الفطرت ان ابتلاؤں اور مشکلات میں بھی اپنے رب کی عنایتوں کی خوشبو سونگھتا ہے اور فراست کی نظر سے دیکھتا ہے کہ اس کے بعد نصرت آتی ہے۔ ان ابتلاؤں کے آنے میں ایک سرّ یہ بھی ہوتا ہے کہ دعا کے لئے جوش بڑھتا ہے کیونکہ جس جس قدر اضطرار اور اضطراب بڑھتا جاوے گا اسی قدر روح میں گدازش ہوتی جائے گی اور یہ دعا کی قبولیت کے اسباب میں سے ہیں۔‘‘ اتنا ہی انسان کا دل پگھلے گا، روئے گا، چلّائے گا اور جب یہ حالت ہو تو یہ اللہ تعالیٰ خود قبولیت دعا کے لئے سبب پیدا کررہا ہوتا ہے۔ پس فرمایا: ’’پس کبھی گھبرانا نہیں چاہئے اور بے صبری اور بے قراری سے اپنے اللہ پر بدظن نہیں ہونا چاہئے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 434,435۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ ہے ہمارا فرض۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدے سچے ہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ دعاؤں کو بھی سنتا ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا مَیں نے دعا کے وہ معیار حاصل کر لئے ہیں جو اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔ کیا ہم دنیاوی اسباب کی طرف نظر رکھنے کی بجائے اپنی روح کو گدازش کے اس معیار پر لے گئے ہیں جہاں قبولیت دعا ہوتی ہے۔ ان معیاروں کو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ ہم کوشش بھی کریں تو جان نہیں سکتے۔ اس لئے کوئی کہہ نہیں سکتا کہ ہاں ہم نے یہ معیار حاصل کر لئے ہیں پھر بھی کچھ حاصل نہیں ہوا، دعا قبول نہیں ہوئی کیونکہ معیار اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

پس ہمارا کام صبر اور دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دامن کو پکڑے رکھنا ہے۔ اگر کوئی بھی ہم میں سے بے صبری دکھائے گا تو اپنا نقصان کرے گا۔ جن ملکوں میں جو تکلیف میں ہیں، خاص طور پر پاکستان میں ان کی اکثریت تو صبر ہی کررہی ہے اور دعائیں بھی کررہی ہے اور ایمان بھی مضبوط ہیں اور جو دُور بیٹھے ہیں اور ظاہری تکلیفوں سے بچے ہوئے ہیں وہی زیادہ تر باتیں بھی کرتے ہیں۔ پس ان کو بھی چاہئے کہ اگر اپنے بھائیوں سے ہمدردی ہے تو اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا کہ:

’’اگر کوئی گالیاں دے تو ہمارا شکوہ خدا کی جناب میں ہے نہ کسی اور عدالت میں۔ اور بایں ہمہ نوع انسان کی ہمدردی ہمارا حق ہے۔‘‘ (سراج منیر، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 28)

گالیاں سن کے بھی ہم نے ہمدردی ہی کرنی ہے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ وہ براہ راست تکلیف کے دور سے گزر رہا ہے یا نہیں گزر رہا اس نے صبر اور دعا کے دامن کو پکڑنا ہے اور یہی ایمان کی نشانی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ آپ کے ساتھ چلنا کوئی آسان بات نہیں ہے فرماتے ہیں:

’’پس اگر کوئی میرے قدم پر چلنا نہیں چاہتا تو وہ مجھ سے الگ ہوجائے۔ مجھے کیا معلوم ہے کہ ابھی کون کون سے ہولناک جنگل اور پُر خار بادیہ پیش ہیں جن کو مَیں نے طے کرنا ہے۔ پس جن لوگوں کے نازک پیر ہیں وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اٹھاتے ہیں۔ جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے۔ نہ مصیبت سے، نہ لوگوں کے سبّ وشتم سے، نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے۔ اور جو میرے نہیں وہ عبث دوستی کا دم مارتے ہیں کیونکہ وہ عنقریب الگ کئے جائیں گے اور اُن کا پچھلا حال ان کے پہلے سے بدتر ہوگا۔ کیا ہم زلزلوں سے ڈر سکتے ہیں؟ کیا ہم خدا تعالیٰ کی راہ میں ابتلاؤں سے خوفناک ہوجائیں گے؟ کیا ہم اپنے پیارے خدا کی کسی آزمائش سے جدا ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں ہو سکتے مگر محض اس کے فضل اور رحمت سے۔ پس جو جدا ہونے والے ہیں جدا ہوجائیں اُن کو وداع کا سلام۔ لیکن یاد رکھیں کہ بدظنی اور قطع تعلق کے بعد اگر پھر کسی وقت جھکیں تو اس جھکنے کی عنداللہ ایسی عزت نہیں ہوگی جو وفادار لوگ عزت پاتے ہیں۔ کیونکہ بدظنی اور غداری کا داغ بہت ہی بڑا داغ ہے‘‘۔ (انوار الاسلام، روحانی خزائن جلد9 صفحہ 24-23)

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ ایک مومن کے تقویٰ کا معیار بہت بلند ہوتا ہے اور دشمنوں کی طرف سے تکلیفوں کے باوجود وہ ہر قسم کے شر کا مقابلہ کرتے ہیں اور دشمنوں کی تکلیفوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ دوسروں کی طرف سے دکھوں کے باوجود وہ ان کی غلطیاں بخشنے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ فساد نہیں پھیلاتے بلکہ امن کے سفیر ہی بنے رہتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’یقیناً یاد رکھو کہ مومن متقی کے دل میں شر نہیں ہوتا۔ مومن جس قدر متقی ہوتا جاتا ہے اسی قدر وہ کسی کی نسبت سزا اور ایذا کو پسند نہیں کرتا۔‘‘ تقویٰ بڑھتا ہے تو ہمدردی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ دشمن کے لئے بھی سزا کو اور تکلیف کو پسند نہیں کرتا۔ فرمایا کہ ’’مسلمان کبھی کینہ ور نہیں ہوسکتا۔‘‘ حقیقی مسلمان جو ہے وہ کینہ ور نہیں ہوسکتا ہاں ’’دوسری قومیں ایسی کینہ پرور ہوتی ہیں کہ ان کے دل سے دوسرے کی بات کینے کی کبھی نہیں جاتی اور بدلہ لینے کے لئے ہمیشہ کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے مخالفوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے۔ کوئی دکھ اور تکلیف جو وہ پہنچا سکتے تھے انہوں نے پہنچایا ہے لیکن پھر بھی ان کی ہزاروں خطائیں بخشنے کو ہم اب بھی تیار ہیں۔ پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ہمدردی کرو اور بلاتمیز مذہب وقوم ہر ایک سے نیکی کرو۔‘‘ (ملفوظات جلد7 صفحہ 285)

دوسرے مسلمان تو بغیر رہنما کے ہیں اور اس وجہ سے ان میں بگاڑ پیدا ہو رہا ہے اور تقویٰ سے دوری ہو رہی ہے لیکن ہم جو احمدی مسلمان ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے ایک رہنما حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں عطا فرمایا ہے ہمارا ہر عمل اسلامی تعلیم کے مطابق ہونا چاہئے اور ہماری ہر بات تقویٰ پر مبنی ہونی چاہئے۔ عارضی اور وقتی جوشوں سے ہمیں ہمیشہ بچنا چاہئے۔ اپنے دلوں کو ہمیں ٹٹولنا چاہئے کہ ان میں کتنا تقویٰ ہے۔

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ تقویٰ کیا ہے اور حقیقی تقویٰ کی نشانی کیا ہے اور ایک نیک اور متقی سے کس طرح کے اظہار ہونے چاہئیں، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’حقیقی تقویٰ کے ساتھ جاہلیت جمع نہیں ہوسکتی۔ حقیقی تقویٰ اپنے ساتھ ایک نور رکھتی ہے جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا وَّیُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ (الانفال: 30) وَیَجْعَلْ لَّکُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِہٖ۔ (الحدید: 29) یعنی اے ایمان لانے والو! اگر تم متقی ہونے پر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے اتقاء کی صفت میں قیام اور استحکام اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تم میں اور تمہارے غیروں میں فرق رکھ دے گا۔ وہ فرق یہ ہے کہ تم کو ایک نور دیا جائے گا جس نور کے ساتھ تم اپنی تمام راہوں میں چلو گے۔ یعنی وہ نور تمہارے تمام افعال اور اقوال اور قویٰ اور حواس میں آجائے گا‘‘۔ (ہر عمل اور قول کو، ہر کام کو اور ہر بات کو پھر نور عطا ہوگا۔) ’’تمہاری عقل میں بھی نور ہوگا۔ اور تمہاری ایک اَٹکل کی بات میں بھی نور ہوگا۔ اور تمہاری آنکھوں میں بھی نور ہوگا۔ اور تمہارے کانوں اور تمہاری زبانوں اور تمہارے بیانوں اور تمہاری ہر ایک حرکت اور سکون میں نور ہوگا۔ اور جن راہوں میں تم چلو گے وہ راہ نورانی ہوجائیں گی۔ غرض جتنی تمہاری راہیں، تمہارے قویٰ کی راہیں، تمہارے حواس کی راہیں ہیں وہ سب نور سے بھر جائیں گی‘‘۔ (یعنی کہ اپنے ہاتھ پیر جسم جو بھی تم ہلاؤ گے وہ نور کے حاصل کرنے کے لئے یا نور پھیلانے کے لئے ہی ہوں گے۔ تمہاری سوچیں صرف نور پھیلانے والی ہوں گی اور نور سے بھر جائیں گی) اور تم سراپا نور میں ہی چلو گے۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد5 صفحہ 178-177)

پس اگر ہماری باتوں میں دوسروں کی طرح عقل سے ہٹ کر صرف جوش ہے تو یہ تقویٰ نہیں ہے۔ ہمارے عمل اگر اسلامی تعلیم کے مطابق نہیں تو یہ تقویٰ نہیں ہے۔ ہمارے قول و فعل میں اگر اللہ تعالیٰ کے نور کا اظہار نہیں تو ہمیں اپنے تقویٰ کی فکر کرنی چاہئے۔ نامساعد حالات میں اگر ہم زمانے کے امام کی بتائی ہوئی نصائح اور ہدایات پر عمل نہیں کر رہے تو ہم اس نور سے دُور چلے جائیں گے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس اطاعت کی وجہ سے ہمیں ملنا ہے۔ پس ہمیں پہلے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے اگر ہمارے تقویٰ کے معیار اتنے بلند ہو چکے ہیں کہ جہاں ہمیں اللہ تعالیٰ کا نور نظر آئے۔ اور ہماری دعائیں گدازش کی اُن حدود کو چھو رہی ہیں جو ایک صحیح دعا کرنے والے کے لئے چاہئیں اور جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو پھر ہمیں اس بات پہ یقین ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت قریب ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ہمارے لئے ملک بھی بنائے گا اور ہمارے لئے زمینیں بھی ہموار کرے گا۔ انشاء اللہ۔ اور اگر اس سے ہٹ کر ہم کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں یا چاہیں گے تو کچھ نہیں ملے گا۔ ہمارے سامنے ان تنظیموں کی مثالیں ہیں جو اسلام کے نام پر اور بے شمار وسائل کے ساتھ ملینز بلینز ڈالرز اور پاؤنڈ خرچ کر کے اسلامی حکومتیں قائم کرنا چاہتی ہیں لیکن سوائے فساد ظلم بربریت کے انہیں کچھ نہیں ملا۔ عارضی قبضے بھی ہوئے تو بھی ہاتھ سے نکل گئے۔ اسلام کو بدنام کرنے والے تو یہ کہلاتے ہیں اور دنیا میں اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔ اسلام کی خدمت کرنے والے ان کو کوئی نہیں کہتا۔ اسلام کی خدمت اور اسلام کی اشاعت اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے اور آپ کی جماعت کے ذریعہ سے مقدر ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب ہم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اس فرستادے کے نقش قدم پر چلیں ورنہ دنیاوی لحاظ سے ہم جتنی کوشش کرلیں نہ ہمارے پاس طاقت ہے نہ وسائل ہیں کہ ہم کچھ حاصل کریں۔ لیکن اگر ہم تقویٰ پیدا کرلیں گے، اگر ہم اپنے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کرلیں گے، اگر ہم اپنی دعاؤں کو انتہا تک پہنچانے والے ہوں گے تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کے حوالے سے فرمایا ہے کہ ہمیں وہ نور اور طاقتیں عطا ہوں گی جس کا کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی مقابلہ نہیں کرسکتی اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے کہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (الحجرات: 14) کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ تو کیا اللہ تعالیٰ غلط کہتا ہے؟ ایک طرف تو وہ متقی کو معزز کہے اور دوسری طرف دنیا والوں کے سامنے انہیں ذلیل کرکے چھوڑ دے۔ یقیناً نہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ انبیاء اور ان کی جماعتوں کو دنیاداروں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس طرح کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بیان فرمایا ہے مگر کیا ہر موقع پر دشمن خود خائب وخاسر نہیں ہوا۔ کیا ہر ایک جو جماعت کی ترقی میں روک ڈالنے کے لئے کھڑا ہوا یا ہر روک جو جماعت کی ترقی میں ڈالی گئی اس سے جماعت مزید پھیلی اور پھولی نہیں؟ اندرونی حربے بھی مخالفین نے آزمائے اور بیرونی حملے بھی لیکن جماعت ترقی کی شاہراہوں پر قدم مارتے ہوئے آج دوسونو (209) ممالک میں نفوذ کر چکی ہے۔ اگر ایک جگہ سے دباتے ہیں تو دس دوسری جگہوں میں پہلے سے بڑھ کر پھیلنے کا اللہ تعالیٰ سامان اور موقع عطا فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ میں ایک عام شخص کو جو تقویٰ میں بڑھا ہوا ہے بغیر عزت دینے کے نہیں چھوڑتا تو کیا جس شخص کو خود خدا تعالیٰ نے بھیجا ہے اور گزشتہ سوا سو سال سے ہم جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائیدات دیکھ رہے ہیں آج اللہ تعالیٰ اس کی جماعت کو باقی وعدے پورے کئے بغیر چھوڑ دے گا بغیر عزت کے چھوڑ دے گا کبھی یہ نہیں ہوسکتا لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سب کچھ ثبات قدم اور مستقل مزاجی سے ملے گا۔ یہ شرط ہے۔ اگر ہم مستقل مزاجی سے اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑے رہیں گے تو ہم دشمن کی خاک اڑتے بھی انشاء اللہ دیکھیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی‘‘ (یعنی خوش مزاجی بھی اور غصہ بھی) ’’محض خدا کے لئے ہوجائے گی۔‘‘ (ذاتی اغراض کے لئے کسی پہ غصہ نہ ہو، نہ کسی دنیاوی چیز کو دیکھ کر خوش ہوجاؤ، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ چیزیں ہوں) تو پھر فرمایا ’’اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ آگے قدم بڑھاؤ گے تو مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہوجاؤ گے۔ تم بھی انسان ہو جیسا کہ مَیں انسان ہوں اور وہی میرا خدا تمہارا خدا ہے۔ پس اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو۔ اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو مَیں خدا کی منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہوجاؤ گے۔ خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے۔‘‘ (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 308)

پس ہم میں سے ہر ایک کو اپنی حالتوں میں تبدیلیاں پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ جو کمزور ہیں وہ اپنے جائزے لیں۔ جو اپنے آپ کو بہتر سمجھتے ہیں وہ بھی نیکیوں میں بڑھنے کے مزید راستے تلاش کریں کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ بہتر کون ہے اور جو ہمارے مقاصد ہیں کہاں تک ہم نے حاصل کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایک جگہ ٹھہرا ہوا نہیں دیکھنا چاہتا۔ یہ خیال کسی کو نہیں ہونا چاہئے کہ مَیں اب بہتر ہوگیا اور نیکیوں میں بڑھ رہا ہوں یا نیکیوں کو حاصل کرلیا ہے۔ ہمیں اپنے معیاروں کو اونچا کرنے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ وہ وہی ہیں جن کا قدم

صدق کا قدم ہے۔'' (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 309)

پس اس صدق کے قدم پر ہمیں چلنے کی ضرورت ہے تا کہ ان فتوحات کے نظارے ہم کرسکیں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ وابستہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے مقدر کی ہوئی ہیں۔ یہ ابتلا کا دور یقیناً ختم ہونے والا دور ہے لیکن اس میں تیزی پیدا کرنے کے لئے ہمیں اپنے تقویٰ کے معیاروں کو بڑھانے اور بڑھاتے چلے جانے کی ضرورت ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں یہ جماعت اس لئے قائم فرمائی ہے کہ اسلام کا دنیا میں بول بالا ہو اور اسلام دنیا میں پھیلے اور سب دینوں پر اسلام کو غلبہ حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ اس جماعت نے بڑھنا ہے، پھلنا ہے اور پھولنا ہے اور کوئی دنیاوی طاقت اسے ختم نہیں کرسکتی۔

آپ فرماتے ہیں کہ:

''یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا''۔ (یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔) ''تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔''

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 309)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم میں سے ہر ایک اس درخت کی پھلنے پھولنے والی شاخ بن جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی جماعت سے جو توقعات ہیں ان پہ ہم پورا اترنے والے ہوں۔ تقویٰ میں ترقی کرنے والے ہوں اور صبر اور دعا کے ساتھ دشمن کے ہر حملے کو ناکام و نامراد کرتے چلے جانے والے ہوں۔

نمازوں کے بعد مَیں ایک غائب جنازہ بھی پڑھاؤں گا جو مکرم ملک خالد جاوید صاحب ابن مکرم ملک ایوب احمد صاحب دوالمیال ضلع چکوال کا ہے۔ ملک خالد جاوید صاحب بعمر 69 سال مؤرخہ 12 دسمبر 2016ء کو دارالذکر دوالمیال ضلع چکوال میں حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّـآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ تفصیلات کے مطابق مؤرخہ 12 دسمبر 2016ء (بارہ ربیع الاول) کو مخالفین نے دوالمیال ضلع چکوال میں بہت بڑا جلوس نکالا اور باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت اپنا مقررہ رُوٹ تبدیل کرتے ہوئے احمدیہ دارالذکر پر حملہ کیا۔ احمدیہ مسجد پر حملہ کیا اور مسجد کے باہر آ کر اشتعال انگیز نعرے بازی اور پتھراؤ شروع کر دیا۔ نیز مسجد کے گیٹ کو توڑنا شروع کیا۔ دوسری طرف ہمارے لوگ بھی تھے ان میں یہ خالد صاحب بھی شامل تھے۔ مرحوم کی فیملی کے مطابق مرحوم کو قبل ازیں دل کی تکلیف کبھی نہیں تھی اور نہ کبھی دل کی کوئی دوا لیتے تھے اور نہ ہی کبھی زیر علاج رہے۔ وفات سے قبل یہ مسجد کے اندر تھے اور جب یہ مخالفین حملہ کر رہے تھے تو یہ ایک ہی بات مسلسل دہرا رہے تھے کہ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف اس قدر گندی اور ناپاک زبان برداشت نہیں کرسکتا۔ ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ بیہوش ہو گئے۔ باہر ہزاروں کی تعداد میں موجود مشتعل ہجوم اور کشیدہ حالات کی وجہ سے خالد جاوید صاحب کو طبی معائنہ کے لئے یا طبی امداد کے لئے لے جایا نہیں جا سکا۔ اس حالت میں مکرم خالد جاوید صاحب کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّـآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کی دادی مکرمہ مانو بی صاحبہ کے ذریعہ سے ہوا جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مولوی کرم داد صاحب کی بھانجی تھیں جو دوالمیال جماعت کے بانی احمدیوں میں سے تھے۔

پاکستان میں تو پابندیاں ہیں تو لکھنے والے اس طرح رپورٹ بھیجتے ہیں کہ صحابی کو رفیق لکھتے ہیں اور مسجد کو دارالذکر۔ ان کی یہ رپورٹ جو دفتر مجھے ٹائپ کر کے دیتا ہے تو اس میں اصلاح کر دیا کرے اور جو صحیح اسلامی الفاظ ہیں وہ استعمال کئے جائیں۔

مرحوم بفضلہ تعالیٰ پیدائشی احمدی تھے۔ اعلیٰ اوصاف کے مالک تھے۔ اطاعت اور فرمانبرداری کے ساتھ ساتھ خلافت سے والہانہ محبت اور اخلاص کا وصف نمایاں تھا۔ پنجگانہ نماز کے علاوہ تہجد اور بلند آواز میں تلاوت قرآن کریم کرنے کے عادی تھے۔ ایک بڑا لمبا عرصہ بیس سال یہ روزگار کے سلسلہ میں شارجہ میں مقیم رہے۔ پھر گزشتہ بیس سال سے دوالمیال واپس آ گئے تھے اور ان کا اکثر وقت کئی سالوں سے مسجد میں ہی گزرتا تھا۔ اس دوران جماعتی امور کی انجام دہی اور مسجد کی سیکیورٹی اور دیگر جماعتی معاملات میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ قرآن کریم سے خاص عشق تھا۔ اپنے ایک بیٹے سبحان ایوب صاحب کو بھی قرآن حفظ کروایا۔ مرحوم اس وقت سیکرٹری تعلیم القرآن کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے تھے اور اس کے علاوہ بھی مختلف حیثیتوں سے ان کو جماعت کی خدمت کی توفیق ملی۔ پسماندگان میں اہلیہ محترم عذرا بیگم صاحبہ کے علاوہ دو بیٹے سلمان خالد جو یہاں یوکے میں رہتے ہیں اور حافظ سبحان ایوب اور دو بیٹیاں ہیں ندا مریم اور حرا مریم۔ یہ سوگوار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد میں بھی یہ نیکیاں جاری فرمائے۔

زندہ باد اے پیارے انڈونیشیا

سارے پروانوں پہ بازی لے گیا
زندہ باد اے پیارے انڈونیشیا
قادیاں میں بھر کے آیا ہے جہاز
دیدنی منظر ہے یہ تاریخ کا☆
یہ سعادت سوچتے ہی رہ گئے
یو ایس اے ، جرمنی و کینیڈا
قافلے عُشّاق کے اُڑنے لگے
قادیاں والو سنبھل جاؤ ذرا
اُتریں گے یاں پورے کے پورے جہاز
پیشگوئی پوری ہوئی برملا
آسمانوں سے ہیں جب اُترے طیور
نعرۂ تکبیر سے مہکی فضا
جب عدالت قاتلوں کی ہو گئی
کیا وکالت ، کیسا دعویٰ قتل کا
گالیوں کا ہر طرف بارود ہے
ہو معطّر جلد یہ آب و ہوا
آ گیا ہے جب بھی مذہب سامنے
عدل دیواروں کے پیچھے چھپ گیا
پتھروں کی ہیں مسلسل بارشیں
سائباں رکھ ہم پہ مولا فضل کا
ان خداؤں کے مقابل تُو ولی
اہلِ ربوہ ، اہلِ پاکستان کا
ربِّ قُدّسی ! ہم ترے بندے نہیں؟
کب رُکے گا آنسوؤں کا سلسلہ

(عبدالکریم قدسی)

☆ انڈونیشیا سے 180 افراد جماعت پر مشتمل ایک وفد چارٹرڈ جہاز کے ذریعہ جلسہ سالانہ قادیان (دسمبر 2016ء) میں شمولیت کے لئے پہنچا۔

سَعیِ عمل بھی چاہئے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''یاد رکھو منہ کا دعویٰ جس کے ساتھ عمل نہ ہو اگر کچھ ثابت کرسکتا ہے تو یہ کہ ایسا انسان پاگل ہے کیونکہ پاگل بھی بڑے بڑے دعوے کرتا ہے مگر اس میں حقیقت نہیں ہوتی۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ مَیں پاگل خانہ دیکھنے گیا۔ وہاں مجھے کئی قسم کے پاگل دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ ان میں سے ایک کو مَیں نے دیکھا کہ اُس نے اپنے ارد گرد ٹھیکریوں کا ڈھیر لگایا ہوا تھا، اور سمجھ رہا تھا کہ اس کے پاس بہت بڑا خزانہ ہے اور وہ دنیا کا بادشاہ ہے۔ اس کے مقابلہ میں ہم ایک بادشاہ کو دیکھتے ہیں وہ بھی سمجھتا ہے کہ اس کے پاس خزانہ ہے اور وہ دنیا کا بادشاہ ہے۔ مگر دونوں میں کتنا عظیم الشان فرق ہے۔ پاگل بھی کہتا ہے کہ مَیں بادشاہ ہوں اور بادشاہ بھی کہتا ہے کہ مَیں بادشاہ ہوں۔ ان دونوں میں اگر کچھ فرق ہے تو یہ کہ ایک خالی منہ سے دعویٰ کرتا ہے اور دوسرا صرف دعویٰ ہی نہیں، اس کا ثبوت بھی پیش کرتا ہے۔ غرض جب پاگل کے معنے ہی یہ ہوتے ہیں کہ وہ ایسا دعویٰ کرتا ہے جس میں حقیقت نہیں ہوتی تو اسی طرح اگر واقعہ میں ہم کہتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کے بندے ہیں مگر اس کی بندگی کا ثبوت پیش نہیں کرتے تو ہمارا یہ دعویٰ بھی ہمیں پاگل نہیں تو اور کیا ثابت کرے گا۔ غلام بھی آقا کے حکم کا انکار نہیں کرسکتا بلکہ جو بھی حکم دیا جائے اسے بجا لاتا ہے۔ یہی امر ہمیں مدنظر رکھنا چاہئے اور ہماری ہر حرکت و سکون اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ہونی چاہئے ورنہ اگر یہ حقیقت ہمارے اعمال میں موجود نہیں اور نہ عبودیت ہمارے چہرہ پر ظاہر ہوتی ہے تو یقیناً ہمارا یہ بنیادی دعویٰ ہمیں پاگلوں میں شمار کرے گا۔ لیکن جب یہ حالت نہ ہو اور دعوے صرف زبان تک محدود نہ ہوں بلکہ عملی ثبوت اس کے ساتھ موجود ہوں تو انسان کی حالت بالکل بدل جاتی ہے اور وہ حقیقی عبودیت کے اظہار کے لئے بے اختیار ہو جاتا ہے۔'' (خطبات محمود جلد15 صفحہ 162-163)

بقیہ: رپورٹ دورۂ کینیڈا 2016ء

..................................از صفحہ نمبر 20

انٹرویو دیئے ہیں؟ Peter Mansbridge نے بھی ایک انٹرویو کیا جو نشر ہونے والا ہے۔ اُس انٹرویو کو پورا کینیڈا دیکھے گا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کی باتوں سے سب لطف اندوز ہوں گے۔

حضور انور کے استفسار پر امیر صاحب کینیڈا نے بتایا کہ مسی ساگا میں جماعت کی تعداد دو ہزار کے قریب ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: کیا ہم مسی ساگا میں پیس ویلیج نما کچھ بنا سکتے ہیں اور وہاں ابھی باقاعدہ مسجد بھی نہیں ہے؟

اس پر مئیر نے کہا: اگر زمین مل جائے ، تعمیر کی اجازت تو مل جائے گی۔ مذہبی اداروں کی تعمیر کے لئے میں ہمیشہ مستعد ہوں۔

حضور انور کو بتایا گیا کہ مئیر نے ہمارے پچاس سالہ جشن کے سلسلہ میں خوب مدد کی تھی اور سٹی ہال کے پروگرام میں شامل ہوئی تھیں۔

اس پر مئیر نے کہا: میں نے ایک تقریر بھی کی تھی جس میں بتایا تھا کہ آپ کی جماعت مسی ساگا اور کینیڈا میں خوب خدمات بجالا رہی ہے اور ہم خوشی سے آپ کا جشن مناتے ہیں۔ ہمارے تمام کونسلرز اور مسی ساگا کے دیگر معززین اور مہمان بھی آئے تھے، اس حد تک لوگ آئے تھے کہ سٹی ہال بھر گیا۔

مئیر نے عرض کیا کہ آپ کی جماعت رفاہ عام کے کاموں میں ہماری مدد کرتی ہے۔ ہم آپ کی جماعت کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے دس ہزار پاؤنڈ وزن میں ضرورت مند لوگوں کے لئے کھانا جمع کیا۔

اس پر حضور انور نے جماعت کو ہدایت فرمائی کہ اگلے سال آپ اس کو بھی بڑھائیں۔ کم سے کم دگنا کردیں۔

مئیر نے بتایا: ہم نوجوانوں کو زیادہ سے زیادہ ملازمتیں دے رہے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: اگر آپ اپنے نوجوانوں کو مصروف رکھیں گے اور کام دیں گے تو کم خدشہ ہے کہ وہ انتہا پسند بنیں گے۔

مئیر نے کہا: بالکل ٹھیک ہے۔ نہ صرف کام کے لحاظ سے بلکہ سکولوں میں بھی ہم کوشش کرتے ہیں کہ ان کو مصروف رکھیں اور ان کے والدین سے اچھے تعلق قائم کریں اور اس طرح ان کو دیگر کاموں میں مصروف رکھیں۔ میں جانتی ہوں کہ آپ کی جماعت اس لحاظ سے بہت اچھا کام کر رہی ہے۔ humanity first بھی بہت اچھا کام کررہی ہے۔ نہ صرف کینیڈا میں بلکہ تمام دنیا میں۔

مئیر نے عرض کیا کہ ہمیں آپ کے دورے کا شرف کب تک حاصل رہے گا۔

اس پر حضور انور نے فرمایا : اس ماہ کے آخر تک میں ٹورانٹو سے ویسٹرن کینیڈا چلا جاؤں گا۔

مئیر نے عرض کیا: جتنی دیر کے لئے آپ آئے ہیں آپ کو کینیڈا کا صحیح پتہ لگے گا۔ کیا آپ نے البرٹا اور وینکوور دیکھے ہیں۔ وہاں کی خوبصورتی ٹورانٹو سے بہت الگ ہے۔ یہاں کی زمین فلیٹ ہے اور وہاں بہت سے پہاڑ ہیں۔ وینکوور میں جماعت احمدیہ کے لوگ کتنے ہیں؟

اس پر آصف خان سیکرٹری امور خارجہ نے بتایا کہ ایک ہزار سے زیادہ ہیں۔

اس پر مئیر نے کہا: مجھے بہت خوشی ہے کہ مسی ساگا میں یہاں سے دوگنی جماعت ہے۔

اس پر حضور انور نے بتایا کہ کیلگری میں تین ہزار سے زیادہ تعداد ہے۔ مسی ساگا میں ٹورانٹو کے بعد سب سے زیادہ احمدی ہونے چاہئیں۔

مئیر نے کہا: بالکل ٹھیک ہے۔ میں نے آپ کی جماعت کی ہاؤس آف کامن آٹوا میں بھی بات کی ہے۔ آپ بہت زیادہ انسانیت کی خدمت کا جذبہ رکھتے ہیں۔ یہی جذبہ ہم مسی ساگا کے لوگ رکھتے ہیں۔ کچھ مدت پہلے ایک واقعہ ہوا تھا جو مذہبی آزادی کے خلاف تھا۔ میں اس واقعہ کے خلاف کھڑی تھی۔ اس کی نفی کی تھی۔ میرے خیال سے ایسے واقعات ڈونلڈ ٹرمپ کی وجہ سے ہیں۔ intolerance کا واقعہ ہوا تھا اور میں اس کے خلاف پریس میں خوب بولی تھی۔ پولیس کو بھی بلایا گیا تھا۔

حضور انور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ایک مضمون چھپا تھا جس میں مسی ساگا کی مئیر پر الزام لگایا گیا تھا کہ پاکستانیوں کے بہت قریب ہے۔ اس طرح ہم لوگوں کو خراب کررہے ہیں اور انتہا پسندی کو بڑھاوا دے رہے ہیں۔

مئیر نے کہا: یہ باتیں مسی ساگا میں برداشت نہیں کی جاسکتیں۔ ہم سب کو خوش آمدید اور عید مبارک اور دیوالی مبارک اور مَیری کرسمس کہتے ہیں۔

مئیر نے عرض کیا : میں آپ کے پاس خاص وقت نکال کر آئی ہوں کیونکہ مجھے پتہ لگا کہ میں ایک واحد سیاست دان ایسٹرن کینیڈا کی ہوں جو آپ سے نہیں ملی۔ میں نے آپ سے ضرور ملنا تھا۔ باقی سب کام چھوڑ کر آئی ہوں۔ میرے لئے یہ بہت اعزاز کی بات ہے کہ میں آج آپ سے مل سکی اور میں مسی ساگا اور تمام کاؤنسلرز کی طرف سے سلام کا تحفہ پیش کرتی ہوں۔

حضور انور کے استفسار پر مئیر نے بتایا کہ ہمارے کونسلرز بعض لبرل اور بعض کنزرویٹو کے ہیں۔

حضور نے استفسار فرمایا کہ مئیر کا انتخاب کیسے کیا جاتا ہے؟

اس پر مئیر نے بتایا میں براہ راست منتخب کی گئی ہوں۔ میرے خیال سے مجھے تریسٹھ فیصد ووٹ ملے تھے۔ انشاء اللہ اگلی دفعہ اس سے زائد ہوگا۔ ہماری کوشش ہے کہ ہر لحاظ سے تجارتی طور پر یا فیملی کے طور پر مسی ساگا کا شہر کامیاب ہو۔ اس لئے ہم نے اپنی کمیونٹی کے لئے بہت پارک اور دیگر چیزیں تیار کی ہیں اور مزید بناتے رہیں گے۔

اس کے بعد مئیر صاحبہ نے حضور انور کی خدمت میں ایک سرٹیفکیٹ پیش کیا اور شکریہ کے جذبات کا اظہار کیا۔

....

مئیر آف Mississauga کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ ملاقات بارہ بج کر پچاس منٹ پر ختم ہوئی۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا العالی صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب مرحوم کی اہلیہ محترمہ اصحہ خلیل صاحبہ کی عیادت کے لئے Humber River Hospital تشریف لے گئے۔ محترمہ اصحہ خلیل صاحبہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ممانی جان ہیں۔

یہ ہسپتال پیس ویلیج سے 20 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے محترمہ موصوفہ کے علاج اور رابطہ رکھنے کے حوالہ سے ڈاکٹر تنویر احمد صاحب کو ہدایات دیں۔ (ڈاکٹر تنویر احمد صاحب امریکہ سے آئے ہوئے ہیں اور اس وقت قافلہ کے ساتھ ڈیوٹی پر ہیں)۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس تشریف لے آئے۔ سوا دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد بیت الاسلام'' تشریف لاکر نماز ظہر وعصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پچھلے پہر بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک اور خطوط، رپورٹس ملاحظہ فرمائے اور ہدایات سے نوازا۔

عرب سیرین خواتین کی حضور انور سے اجتماعی ملاقات

آج پروگرام کے مطابق عرب سیرین خواتین کا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ اجتماعی ملاقات کا پروگرام تھا۔ اس پروگرام میں 56 خواتین اور 25 بچیاں شامل تھیں۔ پانچ بجکر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایوان طاہر میں تشریف لائے۔

حضور انور کی آمد سے قبل ہی ان سب کی آنکھیں اشکوں سے تر تھیں اور زبان سے خدا کے شکر کا اظہار ہورہا تھا۔ جونہی حضور انور ہال میں داخل ہوئے۔ سب نے کھڑے ہوکر عربی قصیدہ پڑھا جس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سوالات کرنے کا موقع عطا فرمایا۔ اکثر خواتین نے اسی بات کا اظہار کیا کہ حضور انور کو بالمشافہ دیکھنا ہمارا خواب تھا اور آج حضور انور کو اپنے سامنے پاکر ہمارا خواب پورا ہوگیا ہے۔

ایک خاتون نے عرض کیا کہ پہلے تو حضور انور سے صرف خواب میں ہی ملاقات ہوتی تھی اور جس رات حضور انور کو خواب میں دیکھتے تھے اس سے اگلا سارا دن ایک عجیب خوشی اور سرور کی کیفیت میں گزرتا تھا۔ اب حضور انور کو سامنے دیکھا ہے تو ہماری خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں ہے۔

ایک خاتون نے عرض کیا کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ حضور انور ہمارے گھر آئے ہیں۔ کھانا تناول فرمایا ہے اور ہمارے گھر میں نماز پڑھائی ہے۔

ہم نے یہ خط قبل ازیں حضور انور کی خدمت میں تحریر کیا تھا جس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا تھا کہ مَیں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کا خواب پورا فرمائے۔ اس لئے درخواست ہے کہ حضور انور ہمارے گھر تشریف لائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ سب کی ہی یہ خواہش ہے اور سب کی طرف جانا ممکن نہیں ہے لیکن آپ کی خواب کا مطلب یہ ہے کہ ہم سب نے جماعت احمدیہ کے مادی اور روحانی مائدہ پر مل کر کھانا کھایا ہے۔ اس طرح آپ کا خواب پورا ہوگیا ہے۔

اس پروگرام کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت قلم، چاکلیٹ اور حجاب عطا فرمائے۔

انفرادی وفیملی ملاقاتیں

بعدازاں ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے آئے اور پروگرام کے مطابق فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج شام کے اس سیشن میں چالیس فیملیز کے 195 افراد نے اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا۔ یہ فیملیز کینیڈا کی جماعتوں Brampton, Vaughan, Peace Village, Abode of Peace, Windsor, Richmond Hill اور Mississauga سے آئی تھیں۔ اس کے علاوہ پاکستان سے آنے والے بعض احباب نے بھی اپنے پیارے آقا کی ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

ان سبھی نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف بھی پایا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام 9 بجے تک جاری رہا۔

تقریب آمین

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نو بجکر بیس منٹ پر ''مسجد بیت الاسلام'' تشریف لائے اور تقریب آمین کا انعقاد ہوا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 40 بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔

درج ذیل بچوں اور بچیوں نے اس تقریب میں شمولیت کی سعادت پائی:

حیّان احمد، رحمان اسد جنجوعہ، آفتاب احمد، ہاشم احمد بلوچ، فارس شاد، دانیال بشارت، عارف مسعود، نصر رضوان رشید، ثاقب احمد نورالدین، ساغر احمد، ذکریا ولی احمد، آدم احمد بھٹی، جہان الدین، یاسر احمد، محمد امان افضل شیر خان، لبید احمد راشد۔

ماہ نور خولہ حسین، نائمہ خلود خان، بشریٰ رحمان، حدیقہ احمد، علیشاہ شکیل، یمنا نوید چوہدری، صباحہ طارق، مدیحہ ملک، تانیہ باجوہ، لونہ عودہ، ایشال عطا، عنایہ نور، ھبۃ الشکور خان، ایمان ابراہیم، عروش عطیۃ الشافی بلال، ضوحیٰ بلال، زُبدہ احمد جاوید، دریشا احمد، لجین سعادت، مدیحہ احمد، نادیہ بی خان، خدیجہ علی، یُسریٰ ماہم اور عطیۃ الاسلام چٹھہ۔

تقریب آمین اور دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

....

25/اکتوبر بروز منگل 2016ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے چھ بجے ''مسجد بیت الاسلام'' میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک، خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ان رپورٹس پر اپنے دست مبارک سے ہدایات سے نوازا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دو بجے ''مسجد بیت الاسلام'' میں تشریف لاکر نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

ٹورانٹو میں ماریشس کے آنریری کونسلر کی حضور انور سے ملاقات

پروگرام کے مطابق پانچ بج کر 45 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایوان طاہر میں میٹنگ

ہال میں تشریف لے آئے جہاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد سے قبل، ٹورانٹو میں ماریشس کے آنریری کونسلر Mr. Banwarilal Sennik اپنی اہلیہ کے ساتھ حضور انور کی ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے اور حضور انور کی آمد کے منتظر تھے۔

موصوف نے بتایا کہ مَیں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیس سمپوزیم کا ایڈریس سنا تھا اور ویڈیو دیکھی تھی۔ مجھے حضور انور کو ملنے کا شوق پیدا ہوا۔ حضور انور کا خطاب بہت مؤثر تھا۔ آپ کے خیالات بہت اچھے ہیں۔ آپ دنیا میں امن، رواداری اور انسانی اقدار کے قیام کے لئے بڑے اخلاص اور سچائی سے کام کر رہے ہیں اور لوگ آپ کی بات کو توجہ سے سنتے ہیں۔ اس بات سے ہمیں آپ سے ملنے کی خواہش پیدا ہوئی ہے۔ ہم نے حضور کو ٹی وی پر دیکھا تھا۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم حضور سے مل رہے ہیں۔

پاکستان میں رہ کر کام کرنے کے حوالہ سے موصوف کے استفسار پر حضور انور نے فرمایا: پاکستان میں ہمارے خلاف قانون بنا ہوا ہے۔ نہ نماز پڑھ سکتے ہیں، مسجد کو ''مسجد'' نہیں کہہ سکتے، اذان نہیں دے سکتے اور نہ مَیں اپنی کمیونٹی سے بات کرسکتا ہوں۔ یہاں لندن میں تو مَیں ہر جمعہ کے دن خطبہ دیتا ہوں۔ ہمارے ٹی وی چینل MTA انٹرنیشنل کے ذریعہ ساری دنیا میں Live نشر ہوتا ہے اور ساتھ مختلف اہم زبانوں میں اس کا ترجمہ بھی Live نشر ہوتا ہے۔ پاکستان میں قیام کی صورت میں مجھے بند کمرے میں رہنا پڑے گا اور اگر اپنی ذمّہ داریاں ادا کروں تو پھر جیل میں رہنا پڑے گا۔ دونوں صورتوں میں اپنے فرائض ادا نہیں کرسکتا۔

موصوف کے ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام قادیان میں پیدا ہوئے اور وہیں مدفون ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانہ میں اسلام کی حالت بگڑ جائے گی اور اسلام کا صرف نام رہ جائے گا اور مسلمان بگڑ جائیں گے تو اس وقت خداتعالیٰ ایک مصلح اور ریفارمر کو بھیجے گا۔ اُس وقت ایک نبی، ایک اوتار آئے گا جو مسیح اور مہدی کہلائے گا اور اسلام کی حقیقی تعلیم سے مسلمانوں کو آشنا کرے گا اور دنیا کو بتائے گا کہ اسلام کی اصلی اور حقیقی تعلیم کیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہر مذہب میں کسی کے آخری زمانے میں آنے کی پیشگوئی موجود ہے اور یہ آنے والا شخص ایک ہی ہوسکتا ہے، دو نہیں ہوسکتے۔ جس اوتار اور نبی کے آنے کی پیشگوئی تھی، اُس ایک نے ہی آنا تھا تاکہ وحدت قائم ہو اور امّت واحدہ کا قیام عمل میں آئے۔

ہمارا یہ ایمان اور عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اِس پیشگوئی کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور آپؑ نے مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور 1889ء میں جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔

قرآن کریم میں آپؑ کی آمد کے جو نشانات تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؑ کے آنے اور دعویٰ کے لئے جو نشانیاں بیان فرمائی تھیں وہ سب پوری ہو چکی ہیں۔

ایک نشان چاند اور سورج گرہن کا بھی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ جب آنے والا مسیح و مہدی کا دعویٰ کرے گا تو اُس کی صداقت کے لئے رمضان کے مہینہ میں چاند اور سورج کو مخصوص ایام میں گرہن لگے گا۔ آپؐ نے فرمایا تھا کہ چاند کے گرہن کی جو تین تاریخیں ہیں ان میں سے پہلی تاریخ کو چاند گرہن لگے گا اور اسی طرح سورج کے گرہن کی جو تین تاریخیں ہیں ان میں سے درمیانی تاریخ کو سورج گرہن ہوگا۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق آپؑ کے دعویٰ کے بعد ایسا ہی وقوع میں آیا۔ 1894ء میں ایشیا میں یہ گرہن لگا اور پھر 1895ء میں دنیا کے دوسرے حصہ امریکہ وغیرہ میں یہ گرہن لگا۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ ایک ظاہری نشان تھا جو پورا ہوا۔ اسی طرح اور بھی بہت سے ظاہری نشانات تھے جو سب پورے ہوگئے۔

حضور انور نے فرمایا: ہم مسلمانوں کو کہتے ہیں کہ آنے والا آچکا ہے اس کو قبول کرو اور ایک ہو جاؤ لیکن وہ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے آنا ہے، لیکن ابھی تک آیا نہیں ہے۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات 1908ء میں ہوئی اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق خلافت کا سلسلہ شروع ہوا اور مَیں پانچواں خلیفہ ہوں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ مَیں دو مقاصد لے کر آیا ہوں۔ ایک یہ کہ انسان اپنے پیدا کرنے والے ربّ کو پہچانے اور اس کے حقوق ادا کرے اور دوسرے یہ کہ ایک انسان دوسرے انسان کے حقوق ادا کرے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ہو۔ بعض دفعہ انسان کا حق ایسا ہوتا ہے کہ حق ادا کرنے والے کی عبادت سے بھی بڑھ جاتا ہے۔ پس ہر انسان کو چاہئے کہ وہ دوسرے انسان کا حق ادا کرنے کی کوشش کرے۔

کونسلر صاحب کی اہلیہ کہنے لگیں کہ آپ کا طریق بہت اچھا ہے کہ آپ وقت کے ساتھ ساتھ Mould ہوتے جاتے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ہم کہیں بھی اور کسی جگہ بھی Mould نہیں ہو رہے۔ ہم تو اسلام کی اصل اور حقیقی تعلیم پر عمل پیرا ہیں اور ہمارا ہر عمل اسلام کی حقیقی تعلیم کے مطابق ہے۔

حضور انور نے فرمایا جب مسلمانوں اور مخالفین کے درمیان جنگیں ہوئیں تو تاریخ ثابت کرتی ہے کہ مسلمانوں نے کبھی بھی پہلے حملہ نہیں کیا اور مسلمانوں نے کبھی بھی پہل نہیں کی۔ مسلمانوں نے ہمیشہ اپنا دفاع کیا ہے اور اپنے اوپر ہونے والے حملہ کا جواب دیا ہے۔

قرآن کریم میں اس بات کا ذکر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنے دفاع کی اجازت دی ہے اور بعض شرائط کے ساتھ دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنگ کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ اب اگر تمہیں اپنے دفاع کی اجازت نہ دی جاتی تو پھر کوئی عبادتخانہ، ٹمپل، چرچ، Synagogues اور مساجد باقی نہ رہتیں۔ یہ سب تباہ کردی جاتیں۔ تو ہم کہتے ہیں کہ جنگ کی اجازت اس صورت میں ہے کہ جب مذہب کو بچانا ہے اور انسانیت کو بچانا ہے۔ ایک مسلمان کا فرض ہے کہ جہاں اس نے مسجد کی حفاظت کرنی ہے وہاں چرچ کی بھی حفاظت کرنی ہے اور Synagogues کی بھی حفاظت کرنی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہم مسلمانوں کو کہتے ہیں کہ اس وقت جو لڑائیاں ہو رہی ہیں اور ایک مسلمان ملک دوسرے مسلمان ملک پر حملہ آور ہے۔ مسلمان ہی آپس میں ایک دوسرے کے خلاف برسرِپیکار ہیں۔ یہ ہرگز جہاد نہیں ہے۔ جہاد کی کوئی شرط بھی یہاں پوری نہیں ہو رہی۔ تمہارے مذہب پر تو کوئی بھی حملہ آور نہیں ہے۔

موصوف کونسلر کا تعلق ہندوستان سے ہے۔ حضرت کرشن علیہ السلام کا ذکر ہوا تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مَیں کرشنؑ کے رنگ میں بھی آیا ہوں اور کرشن علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ امن کے قیام اور انسانیت کی اقدار اور معاشرہ میں رواداری قائم کرنے کے حوالہ سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہندو مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچائیں اور مسلمان ہندوؤں کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچائیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ مَیں ہندوؤں کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے اِس حد تک جانے کے لئے تیار ہوں کہ مَیں اپنے ماننے والوں کو کہوں گا کہ گائے کا گوشت نہیں کھانا تاکہ ہندوؤں کے جذبات مجروح نہ ہوں اور سب امن سے رہیں اور امن برباد نہ ہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ اسلام کی اصل اور حقیقی تعلیم ہے اور حوصلہ کے ساتھ برداشت کرنے کی تعلیم ہے۔

قرآن کریم کی تو یہ تعلیم ہے کہ دوسروں کے بتوں کو بھی بُرا نہ کہو ورنہ وہ تمہارے خدا کو بُرا کہیں گے۔ تو قرآن کریم کی یہ تعلیم تو چودہ سو سال سے ہے اس لئے ہم تو Mould نہیں ہو رہے۔

موصوف کونسلر کی اہلیہ صاحبہ کہنے لگیں کہ خدا ہر جگہ نظر آتا ہے، ہر مذہب میں نظر آتا ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ایک ہی خدا ہے، کوئی اسے اللہ کہتا ہے اور کوئی God کہتا ہے اور کوئی بھگوان کہتا ہے۔ ہر نبی ایک ہی تعلیم لایا ہے۔ حضرت بدھاؑ، حضرت زرتشتؑ، حضرت کرشنؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ سب خدا کے نبی تھے۔ قرآن کریم تو کہتا ہے کہ ہر قوم میں نبی بھیجا تاکہ لوگوں کو ایک خدا کا پتہ لگے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہر قوم کا نبی سچّا ہے اور ہم نبی کو سچّا مانتے ہیں۔ اللہ سب کا ایک ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ انسان کو اخلاق مذہب نے سکھائے اس سے پہلے انسان جانوروں کی طرح زندگی گزارتا تھا۔

موصوفہ کہنے لگیں کہ حج پر مسلمان لوگ جاتے ہیں اور وہاں سے انگوٹھیاں لے کر آتے ہیں اور ان پر 'اللہ' لکھا ہوتا ہے اور ہم بھی پہن لیتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا خدا تو سب کا ایک ہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مَیں غانا میں رہا ہوں۔ میرے پاس ایک انڈین دوست جو وہاں انجینئر تھے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک غانین دوست آئے اور کہنے لگے کہ پاکستان اور انڈیا میں کیا فرق ہے۔ تو ہمارے انڈین دوست نے جواب دیا کہ ہم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ہمارے بڑوں نے فرق کر دیا ہے۔ پس اصل یہی ہے کہ ایک ہی خدا ہے اور باقی سب اس کی مخلوق ہے۔ ہم سب کو آپس میں مل جُل کر رہنا چاہئے تاکہ معاشرہ میں امن اور رواداری اور انسانیت کی اعلیٰ اقدار کا قیام ہو اور اِسی کے لئے ہم کوشاں ہیں۔

ماریشس کے کونسلر کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ ملاقات چھ بجکر پانچ منٹ تک جاری رہی۔ آخر پر موصوف نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے گئے اور پروگرام کے مطابق فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج شام کے اس سیشن میں 42 فیملیز کے 254 افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف ملاقات پایا۔ ملاقات کرنے والی یہ فیملیز کینیڈا کی جماعتوں Brampton, Vaughan, Peace Village, Abode of Peace اور Mississauga، بریڈفورڈ کی جماعتوں سے آئی تھیں۔

ان سبھی نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام آٹھ بج کر 40 منٹ تک جاری رہا۔

تقریب آمین

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ''مسجد بیت الاسلام'' میں تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق آمین کی تقریب ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل 40 بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی:

سلمان علیانہ، میکائیل مبشر خان، بجیل احمد، زین احمد، وجاہت احمد چوہدری، ابراہیم حسین، سیّد جلیس احمد مسرور، عیان احمد شیخ، دانیال ضیاء، یوسف احمد صابر، توحید منگلا، احیان احمد چغتائی، رفیع احمد خان، خاقان سعدی، موحد اسلام عمران، جلیس حسین، مسرور احمد، علیان خان، ایقان عبداللہ، مطہر احمد۔

عنایہ ہدیٰ چودھری، عریج رمضان، شمائلہ وہاب، صوفیہ ارم، شافیہ احمد، فوزیہ احمد کاہلوں، یسریٰ رؤوف، عطیہ شہزاد، فبیلہ عفّت، ہانیہ عمر مرزا، سیّدہ انوشہ افتخار، فاتحہ ندرت، مدیحہ نعیم، عطیۃ الحیّٔ محمود، ماہم احمد، کاشفہ بشیر باجوہ، زویا چوہدری، مریم ہدیٰ سیّد، ہدیٰ عرفان، کنزا احمد۔

تقریب آمین اور دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

....

26/اکتوبر بروز بدھ 2016ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے چھ بجے ''مسجد بیت الاسلام'' میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لندن مرکز، ربوہ اور قادیان اور دنیا کے مختلف ممالک کی جماعتوں سے موصول ہونے والی ڈاک، خطوط اور رپورٹس ملاحظہ

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
28 London Rd, Morden SM4 5BQ
0044 20 3609 4712

فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔ روزانہ اسی طرح ڈاک باقاعدہ موصول ہوتی ہے اور حضور انور باقاعدگی سے روزانہ ساتھ کے ساتھ ملاحظہ فرما کر ہدایات عطا فرماتے ہیں اور پھر یہ ہدایات متعلقہ جماعتی اداروں اور جماعتوں کو ساتھ ساتھ بھجوادی جاتی ہیں۔

اس کے علاوہ کینیڈا کے احباب جماعت کی طرف سے، جن میں یہاں مقیم سیرین عرب احباب بھی شامل ہیں، بڑی تعداد میں روزانہ خطوط موصول ہوتے ہیں۔ حضور انور ان خطوط کو بھی ملاحظہ فرماتے ہیں۔

....

کینیڈا کے اخبار Globe and Mail کی جرنلسٹ کو انٹرویو

پروگرام کے مطابق ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایوان طاہر میں میٹنگ روم میں تشریف لائے جہاں کینیڈا کی ایک بڑی اخبار گلوب اینڈ میل (Globe and Mail) کی جرنلسٹ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لینے کے لئے پہلے سے موجود تھی۔ اس اخبار کی روزانہ ایک ملین سرکولیشن ہے۔

☆ جرنلسٹ نے پہلا سوال یہ کیا کہ میں آپ سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ پاکستان میں آپ کو کس قدر تکلیف دی جارہی ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا : مسلمانوں کا عمومی طور پر یہ عقیدہ ہے کہ جس شخص نے مسلمانوں اور تمام دنیا کی اصلاح کے لئے آنا تھا وہ ابھی تک نہیں آیا۔ لیکن ہم مانتے ہیں کہ وہ شخص آچکا ہے۔ اس شخص کا لقب جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی مسیح اور مہدی اور نبی کا ہے۔ یہی تنازعہ کی سب سے بڑی وجہ ہے۔ اسی لئے مسلمان ہم سے نفرت کرتے ہیں اور اسی وجہ سے 1974ء میں ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں حکومت نے ایک قانون پاس کیا تھا جس میں احمدیوں کو ملکی قانون میں غیر مسلم قرار دیا گیا۔ اس کے باوجود ہم وہاں رہتے تھے۔ ہم اسلام پر مسلمانوں کی طرح ہی عمل کر رہے تھے۔ مسجدوں میں اذان دیتے تھے۔ چہ جائیکہ دوسرے مسلمان ہمیں مسلمان سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ ہم اسلام کی تعلیمات پر پوری طرح عمل کر رہے تھے۔

پھر ضیاء الحق کے دور حکومت میں 1984ء میں یہ قانون مزید زور کے ساتھ reinforced کروایا گیا اور یہ مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی طرف سے تھا کہ احمدی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔ وہ مسلمانوں کی طرح عبادت نہیں کر سکتے۔ وہ اپنے بچوں کو مسلمانوں والے نام بھی نہیں دے سکتے۔ اذان بھی نہیں دے سکتے، یہاں تک کہ السلام علیکم بھی نہیں کہہ سکتے۔ اگر ایسا کروگے تو تین سال کیلئے جیل کی سزا ہوگی۔ تو اس مسئلے کا یہی پس منظر ہے۔

ہر ایک احمدی پاکستان میں اس تکلیف کا شکار نہیں ہے۔ بعض احمدی جو زیادہ فعال نہیں ہیں یا دور دراز علاقے میں رہتے ہیں یا اپنے ہمسایہ کے ساتھ اچھا سلوک رکھتے ہیں وہ عام زندگی گزار رہے ہیں۔ لیکن پھر بھی ان کے سروں پر قانونی تلوار لٹکی ہوئی ہے۔ کسی وقت بھی قانون انہیں پکڑ سکتا ہے۔

2010ء کے سانحہ میں جب دو احمدی مساجد پر انتہاپسندوں کی طرف سے حملہ کیا گیا اور تقریباً 85 احمدیوں کو شہید کیا گیا۔ تو اس واقعہ کے بعد ہمدردی کرنے کی بجائے دشمنی اور نفرت اور مزید بڑھ گئی۔ مسلمان علماء نے اس کو مزید ہوا دی۔ اس وجہ سے دور دراز علاقوں میں رہنے والے احمدی بھی جو آرام سے زندگی گزار رہے تھے ان کو بھی اب مشکلات کا سامنا ہے۔ تکلیفیں مزید بڑھ رہی ہیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ جب تک یہ قانون موجود ہے احمدی کچھ نہیں کر سکتے۔ پولیس یا قانون جاری کرنے والے یا حکومت جس کے پاس بھی احمدی جائیں قانون ساتھ نہیں دیتا۔ تم نے سلام کہا تو تم کو سزا ملے گی۔ قانون والے کہتے ہیں کہ لوگوں سے یہ برداشت نہیں ہوتا کہ تم مسلمانوں جیسے عمل کرو۔

ایک وقت تھا کہ بہت سے قصبے اور شہر تھے جہاں احمدی امن سے رہتے تھے۔ لیکن اب مولوی اور انتہا پسند گروپ ہر قصبہ اور شہر میں پہنچ جاتے ہیں اور عوام کو کہتے ہیں کہ تم احمدیوں کا قتل کرو۔ بے شک ان دور دراز علاقوں میں مخالفین کا خاص زور نہ ہو۔ پھر بھی ایک خوف ہے کسی وقت بھی کوئی لوگوں کے بیچ آکر حملہ نہ کردے۔ مسلمانوں کی نفرت احمدیوں کے لئے بڑھتی جارہی ہے۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا: حکومت نے ایسا قانون کیوں پاس کیا جس سے احمدی اتنی مشکلات میں پڑ گئے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا : یہی تو بات ہے۔ حکومت کو مذہب کے معاملات میں دخل انداز نہیں ہونا چاہئے۔ حکومت کو سیکولر اور جمہوری ہونا چاہئے۔ لیکن جمہوریت کے نام پر یہ سب کچھ ہورہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ لوگوں کا مطالبہ ہے کہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے تو یہ قانون پاس کردیا۔ تم یہ کہہ لو کہ ہم غیر مسلم ہیں لیکن ہمیں اس بات پر کیسے مجبور کر سکتے ہو کہ ہم اپنے آپ کو غیر مسلم کہیں۔ جو بھی مَیں مانتا ہوں مجھے یہ حق حاصل ہونا چاہئے کہ وہ مانوں۔ یا کم از کم اس پر عمل کروں۔ میں جو چاہوں اپنے بچے کا نام رکھ سکوں۔ بے شک وہ John ہو یا احمد۔ یا کرشن ہو۔ حکومت کو ان معاملات میں دخل اندازی نہیں کرنی چاہئے۔ جو نام مجھے پسند ہے مجھے حق ہے کہ میں اپنے بچے کا نام رکھوں۔ یہ سب فضولیات ہیں۔ علماء کے پاس پاکستان میں کوئی سیاسی طاقت نہیں ہے۔ پارلیمنٹ میں علماء کے پاس زیادہ سیٹس نہیں ہیں۔ لیکن لوگوں کو بھڑکانے کی ان کے پاس طاقت ہے۔ وہ لوگوں کو اکٹھا کر کے سڑکوں پر لے آتے ہیں۔ جو چاہے وہ کرتے ہیں۔ یہ ایک چیز ہے جس سے حکومت ڈرتی ہے۔ وہ نہیں چاہتی کہ ان لوگوں کے خلاف کوئی ایکشن لے۔ اس صورت میں اگر وہ سخت اقدام اٹھائیں تو میرا نہیں خیال کہ دو ماہ سے زائد نہیں لگیں گے کہ سب کچھ نارمل ہوجائے گا۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا: اب میں آپ سے کینیڈا کے متعلق پوچھنا چاہتی ہوں؟ احمدیہ جماعت کے پاس کینیڈا میں رہتے ہوئے کون کونسی آزادی حاصل ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا : یہاں پر تو ہمیں آزادی حاصل ہے۔ ہم اپنے مذہب پر عمل کر سکتے ہیں۔ دوسروں کو تبلیغ بھی کر سکتے ہیں۔ یہاں اچھی نوکریاں بھی مل جاتی ہیں۔ ہر چیز کی آزادی ہے۔ یہ حقوق سب سیکولر حکومتوں میں ہونے چاہئیں جو جمہوریت کا دعویٰ کرتی ہیں۔ پاکستان میں ضیاء الحق کے دَور کے بعد ایسا ہوا کہ احمدی ووٹ بھی نہیں ڈال سکتا۔ اگر ووٹ ڈالنا ہے تو اپنے آپ کو پہلے غیر مسلم قرار دینا ہوگا اس کے بعد ووٹ ڈالنے کی اجازت ملے گی۔ ہم اپنے آپ کو مسلمان مانتے ہیں۔ ہم اپنے آپ کو کیسے غیر مسلم قرار دے دیں۔ اس کی وجہ سے ہم نیشنل الیکشن میں حصہ نہیں لے سکتے۔ نہ ہی لوکل الیکشن یا کسی اور الیکشن میں حصہ لیتے ہیں۔ یہ ایک وجہ ہے کہ اسمبلی یا سیاسی اقتدار کی جگہوں پر ہماری کوئی آواز نہیں ہے۔ مغربی ممالک کے لوگ جو ہم سے کہتے ہیں کہ ہم آپ کے لئے کیا کریں تو ہم انہیں بتاتے ہیں کہ ہمیں کسی سے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ پاکستانی حکومت کو احساس دلا دو کہ ایک عام شہری ہونے کے ناطے احمدیوں کے پاس برابر حقوق ہونے چاہئیں۔ کم از کم ووٹ ڈالنے کا حق ہونا چاہئے۔ ٹھیک ہے تم نے ہمیں غیر مسلم قرار دے دیا لیکن پاکستان کے شہری ہونے کی بنا پر ووٹ کا حق تو دو۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا : آپ کے خیال سے یہ مسئلہ عنقریب کہیں بدلے گا۔ یا کوئی بہتری آئے گی؟

اس پر حضور انور نے فرمایا : میرا نہیں خیال کہ اس قانون کو کبھی کوئی حکومت ختم کرنے کی جرأت کرے گی۔

جرنلسٹ نے سوال کیا : اس کا کیا مطلب ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: اگر اللہ ایسی طاقتور حکومت لے آئے جو اس کو بدل سکے، یا کوئی معجزہ ہو تو تبدیلی آئے گی۔ ہم بس معجزہ کا انتظار کر سکتے ہیں۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا : امریکا میں الیکشن ہونے والا ہے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ تمام مسلمانوں پر امریکہ میں بَین لگا دینا چاہئے۔ کیا آپ کا پیغام 'محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں' اُس کے لئے بھی ہوگا جو کہ کلیتاً، مَیں کہوں گی، نفرت پھیلا رہا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: بالکل۔ آپ کا کیا مطلب ہے کہ ہم ڈانلڈ ٹرمپ سے نفرت کرتے ہیں یا نہیں؟

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا: مَیں جاننا چاہتی ہوں کہ آپ کا اس کے بارہ میں کیا خیال ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا : وہ تو بس امریکن لوگوں میں نفرتیں پیدا کر رہا ہے۔ ہم پہلے ہی اتنے مسائل اور مشکل وقت سے گزر رہے ہیں۔ اگر کوئی انسان اور مصیبتیں اَور نفرتیں پیدا کرنا چاہتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اُسے انسانیت کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ ایسا شخص تو انسانیت کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا : ایسے انسان کو آپ کیا پیغام دیں گے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: میرے مسلمان ہونے کے باوجود کیا اسے میرا پیغام پہنچ جائے گا؟ وہ تو یہی کہے گا کہ میں تمہاری بات نہیں سننا چاہتا۔ ابھی دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔ میرے خیال سے وہ اپنے لوگوں میں بھی اپنی شہرت کھو رہا ہے۔ نفرتیں پیدا کر کے انسان حاصل ہی کیا کر سکتا ہے؟ مجھے پتہ چلا ہے کہ کنزرویٹو لیڈر کا بھی یہاں کینیڈا میں انتخاب ہونے والا ہے۔ کل ایک امیدوار نے اعلان کیا کہ ایک شخص یہاں بھی ہے اگر وہ منتخب کیا گیا تو وہ مسلمانوں پر پابندیاں لگانے کی کوشش کرے گا۔ وہ حجاب اور مسجدوں کی تعمیر پر پابندی لگا دے گا۔ مسجدوں کے مینار بننے پر بھی پابندی لگا دے گا۔ پس ڈانلڈ ٹرمپ سے کوئی سبق سیکھنے کے بجائے یہاں پر بھی اس کے نظریات لائے جارہے ہیں۔ آپ کے ایک لیڈر نے یہ بات کرنی شروع کردی۔ نفرت پیدا کرنے کی بجائے ہم سب کو مل کر کوشش کرنی چاہئے کہ انسانیت کی بہتری پر کام کریں اور وہ صرف آپس میں امن پیدا کرنے سے ہو سکتی ہے۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا: عجیب بات یہ ہے کہ امریکا میں لوگوں کی ایک بھاری تعداد اس کا ساتھ دے رہی ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ اس کو سپورٹ کیوں کر رہے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: ہو سکتا ہے ان میں سے بعضوں کو مسلمانوں کے ساتھ ذاتی تجربات ہوئے ہوں۔ جس کی وجہ سے ان کو مسلمانوں کے خلاف نفرت پیدا ہوگئی۔ لیکن میرے خیال سے ان میں سے اکثریت کو معلوم ہے کہ اگر وہ منتخب کیا گیا تو وہ سب کچھ نہیں کرے گا جس کا وہ دعویٰ کر رہا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا اقدم ہے۔ میرا نہیں خیال کہ ایک امریکن صدر جس کی ذہنی حالت قائم ہے وہ مسلمانوں کو بَین کرنے کا ایسا کوئی قدم اٹھائے گا۔ اگر مسلمانوں کو امریکا میں آنے پر پابندی لگا دی جائے تو جو لاکھوں مسلمان امریکا میں رہ رہے ہیں تو ان کا کیا کروگے۔ وہ مسلمان معاشرے میں اچھی طرح راسخ ہیں، لوگوں کو جانتے ہیں۔ غیر مسلمان بھی ان سے ہمدردی کرتے ہیں۔ بس مَیں ان کے لئے دعا کروں گا۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا: آپ کینیڈا کے مسلمانوں کے سلوک کے بارہ میں کیا کہیں گے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: کینیڈا ایک ملٹی کلچرل ملک ہے۔ اس میں مختلف رنگ و نسل کے لوگ رہتے ہیں۔ ہو سکتا ہے آپ بھی ہجرت کر کے آئی ہوں۔

اس پر جرنلسٹ نے عرض کیا: میرے والد یہاں ہجرت کر کے آئے تھے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: یہی مَیں کہہ رہا ہوں۔ اصل کینیڈین تو وہ ہیں جو لوکل ہیں۔ باقی سب خود یا ان کے آباؤاجداد ہجرت کر کے ایک وقت میں یہاں آئے تھے۔ اس معاشرہ میں میرے خیال سے اتنی قابلیت ہے یا یہ کہہ لو عادت ہوگئی ہے کہ دوسرے لوگوں کے ساتھ رہ لیتے ہیں یا کینیڈین لوگوں کو دوسرے لوگوں کو اپنے معاشرے میں شامل کرنے کی صلاحیت ہے۔ یہ لوگ مختلف قوموں اور ملکوں سے ہیں۔ مختلف مذاہب کے ہیں۔ یہاں پر بہت سارے کلچر شہریت اور مذاہب اور زبانیں ہیں۔ تو کس کو تم ہاتھ لگاؤ گے۔ کس کے خلاف اقدام اٹھاؤ گے۔

جرنلسٹ نے عرض کیا: بے شک ہم ہر قسم کے لوگوں کا ساتھ دیتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم کسی سے نفرت نہیں کرتے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: میں امید کرتا ہوں کہ چونکہ آپ ملٹی نیشنل ہیں اس لئے آپ اس نفرت میں نہیں بڑھیں گے۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا: Islamophobia کے خلاف لڑنے میں آپ ہمارے ساتھ ہیں۔ اس کے بارہ میں آپ کا کیا خیال ہے؟

اس پر حضور نے فرمایا یہ حرکتیں اور فساد انتہا پسند گروپ یا دہشتگرد گروپ کر رہے ہیں۔ وہ مذہب کو نہیں جانتے اور دوسروں کو اسلام سے ڈرا رہے ہیں۔ اگر تم اسلام کی تعلیم اور تاریخ کا مطالعہ کرو تو تمہیں کو معلوم ہوگا کہ کبھی بھی اس طرز پر لوگوں نے عمل نہیں کیا۔ جہاد کیا ہے؟ آج کل مسلمان دنیا سب سے زیادہ تکلیف جھیل رہی ہے۔ جہاں مسلمان مسلمان کے خلاف لڑ رہے ہیں۔ حکومتیں اپنے لوگوں کے خلاف اور باغیانہ گروپ حکومتوں کے خلاف لڑ رہی ہیں۔ اس وجہ سے بڑے انتہا گروپ جیسا کہ داعش اور طالبان اور دیگر گروپ نکل آئے ہیں۔ وہ سب اسلام کی حقیقی تعلیم سے منہ پھیر رہے ہیں۔ میں ہمیشہ یہی کہا کرتا ہوں کہ صرف ان لوگوں کے عمل دیکھ کر یا کسی ایک شخص کے عمل دیکھ کر جیسا کہ فرانس اور بیلجیم میں حادثات ہوئے تھے بعض گروپ مغرب میں کہتے ہیں کہ سب مسلمان ایک ہی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس لئے ہمیں مسلمانوں سے ڈرنا چاہئے کیونکہ ان کا یہی اسلام ہے۔ یہ بات غلط ہے۔ اسلام کی اصل تعلیم کو دیکھنا ہوگا۔ یہ انتہا پسند گروپ مسلمانوں کی کُل آبادی کے مقابل پر نہ ہونے کے

برابر ہے۔ وہ یہ سب صرف اپنے ذاتی مقاصد حاصل کرنے کے لئے کر رہے ہیں۔ اسی لئے ہم احمدی کہتے اور تبلیغ کرتے ہیں کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کامل انصاف ہے۔ قرآن میں لکھا ہے کہ ایک ملک کی دشمنی تمہیں اس بات سے نہ روکے کہ تم انصاف نہ کرو۔ تمہیں انصاف ضرور کرنا ہوگا۔ اپنے دشمنوں کے ساتھ بھی انصاف کرنا ہوگا۔ تو یہ ہے اصل تعلیم۔ جب مسلمانوں کو پہلی مرتبہ جنگ کی اجازت دی گئی تھی۔ اور وہ ایک لمبے عرصہ کے بعد دی گئی تھی اس عرصہ میں مسلمانوں کو مکہ میں طرح طرح کی اذیت دی گئی تھی پھر بانئ اسلام ہجرت کرکے مدینہ آ گئے تھے۔ پھر مکہ کے کافروں نے وہاں پر بھی آکر آپ پر حملہ کیا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دفاع کی اجازت دی۔ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ اب تمہیں اجازت دی جاتی ہے کہ اپنا دفاع کرو کیونکہ یہ مخالف لوگ صرف دنیاوی مقاصد کے لئے نہیں لڑ رہے بلکہ یہ مذہب کو ہی ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اب اگر وہ مخالفین نہ روکے جاتے پھر آج کوئی چرچ یا مندر یا یہودی معبد نہ ہوتا۔ پس خدا تعالیٰ کی برف سے جو دفاع کی اجازت دی گئی وہ اس بات کی اجازت دی گئی تھی کہ تمام مذاہب کو بچایا جائے۔ اس لئے اسلام کہتا ہے کہ تم نے چرچ مندر اور یہودی معبد اور مسجد کا دفاع کرنا ہے۔ صرف یہ نہیں کہا کہ مسجد کا۔ تو یہ ایک دلیل ہے کہ مسلمانوں کو مذہب کے دفاع کے لئے لڑنا چاہئے۔ ہمیں تمام عبادتگاہوں کو بچانا ہوگا۔ اس پیغام کے سننے کے بعد میرا نہیں خیال کہ کوئی اسلام سے نفرت ہونی چاہئے۔

جرنلسٹ نے سوال کیا: یعنی ساتھ دینے سے آپ کی مراد ہے کہ آپ تمام مذاہب کا دفاع کریں گے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: ہاں بالکل، ہم کر رہے ہیں اگر تم کسی احمدی کو بلاؤ کہ میرے چرچ کی حفاظت کرو تو وہ ضرور آئے گا۔

آخر پر جرنلسٹ نے عرض کیا: آپ کا شکریہ کہ آپ نے ہمیں یہاں بلایا اور یہ موقع فراہم کیا۔

....

☆ اخبار Globe and Mail کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ انٹرویو ایک بج کر تیس منٹ پر ختم ہوا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے آئے۔ مکرم ہادی علی چوہدری صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا نے دفتری ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

....

جیوئش کمیونٹی کے ایک وفد کی
حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقات

اس کے بعد ایک بج کر 40 منٹ پر جیوئش (Jewish) کمیونٹی کے چار افراد پر مشتمل وفد نے حضور انور سے ملاقات کی۔

اس وفد میں Greator Toronto کی جیوئش کمیونٹی کی نائب صدر Sara Lefton صاحبہ، ڈپٹی ڈائریکٹر کمیونیکیشن اینڈ پبلک ریلیشن Steve Mcdonald صاحب اور انٹرفیتھ امور کی ذمّہ دار Kimmel Ariella صاحبہ شامل تھیں۔

وفد کے ممبران نے اس بات کا اظہار کیا کہ ہمیں بہت خوشی ہوئی ہے کہ ہم خلیفۃ المسیح سے مل رہے ہیں۔

حضور انور کے استفسار پر وفد کے ممبران نے بتایا کہ کینیڈا میں یہودیوں کی تعداد تین لاکھ ساٹھ ہزار ہے۔ ٹورانٹو ریجن میں دو لاکھ سے زائد ہے۔ یہودیوں کی تعداد کے لحاظ سے اسرائیل اور امریکہ کے بعد کینیڈا میں تیسری بڑی یہودی کمیونٹی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہمارا ایک مرکز حیفا میں بھی ہے۔ مذہبی آزادی کے حوالہ سے حضور انور نے فرمایا کہ مذہبی آزادی کے حق کو دنیا بھر میں تسلیم کیا جانا چاہئے۔ ہم قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ اسلامی تعلیم میں جہاد وغیرہ کا حکم ہے لیکن اس کے لئے بعض حالات کا ہونا ضروری ہے اور اس کے لئے بعض شرائط ہیں تب وہ جائز ہوتا ہے۔ دراصل آجکل کے نام نہاد علماء اسلامی تعلیمات کو غلط انداز میں پیش کرتے ہیں اور یہ اپنے مقاصد کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ جہاں تک اسلامی تعلیم کا تعلق ہے اسلام صرف امن و سلامتی کا پیغام دیتا ہے۔ ہر ایک کے ساتھ اچھے طریق سے پیش آنے اور عدل و انصاف کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔

وفد کے ممبران نے بتایا کہ ہم اسرائیل اینڈ جوئش افیئر کے لئے کام کرتے ہیں۔ پچاس سے پچپن ربائی ہمارے بورڈ میں شامل ہیں اور ہمارے سب کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں اور دوسری تنظیموں کے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں۔

وفد نے حضور انور کے استفسار پر بتایا کہ ٹورانٹو ریجن میں مجموعی طور پر یہود کے دو سو سے زائد Synagogues ہیں۔

حضور انور نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ ہم اسلامی تعلیمات کی روشنی میں انسانی اقدار کو اہمیت دیتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ تمام مذاہب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ربّ العالمین ہے اور وہ سب کا رازق ہے چہ جائیکہ وہ یہودی، مسلمان، عیسائی، ہندو، سکھ یا کسی بھی مسلک سے تعلق رکھتا ہو۔ سب کا رازق خدا ہے۔ پس اگر ہم یہ بات مانتے ہیں تو ہمیں خوشی سے آپس میں مل کر رہنا چاہئے۔ پس ہمیشہ انسانی قدروں کا خیال رکھیں اور ایک ہو کر ان کے لئے کام کریں تا کہ ہمارے معاشرہ میں امن قائم رہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہمیں محبت اور امن کی تعلیم کو بغور سمجھنا چاہئے اور اپنے لوگوں کو بھی سمجھانا چاہئے۔ ہم تو یہی کرتے آئے ہیں۔ ہم سب ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں۔

قرآن کریم فرماتا ہے: تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمْ یعنی سب ایک ہی بات پر اکٹھے ہو جاؤ جو تم سب کے لئے برابر ہو اور وہ ایک بات واحد اور قادر مطلق خدا ہے۔ وہ ہر مذہب کا، ہر قوم کا خدا ہے۔ پس اگر ہم اپنے آپ کو سچے مومن مانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر بھی ایمان ہے تو پھر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ یہودی ہو یا مسلمان ہو یا عیسائی ہو۔ سب کو باہم مل کر کام کرنا ہوگا تا کہ ہم سب کا ایمان بڑھے تا کہ ہم اُس خدا کا مقصد پورا کریں جو قادر مطلق ہے اور چاہتا ہے کہ اُس کی مخلوق اس دنیا میں امن سے رہے۔

اس پر وفد کے ممبران نے عرض کیا کہ یہودیت میں بھی ہم اسی چیز کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم اس دن کے منتظر ہیں کہ یہ تمام باتیں پوری ہوں اور ہم سب امن سے رہیں۔ ہمارا بھی یہی ایمان ہے کہ ہم سب ایک آدم کی نسل ہیں۔ ہمارا آغاز ایک ہے اس لئے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ میرے والدین کسی کے والدین پر فوقیت رکھتے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ہم سب آدم کی اولاد ہیں۔ اِس طرح ہم سب بھائی بہن ہیں۔ پس ہمیں امن سے رہنا چاہئے۔ اگر ہم اس قول کا پاس کرلیں کہ تمام انسان آدم اور حوّا کی اولاد ہیں تو تمام انسانیت اخوّت کے رشتہ میں بندھ جائے اور دنیا امن کا گہوارہ بن جائے۔

حضور انور نے ایک یہودی عالم کا دلچسپ واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے امریکہ کے ایک ربائی کے بارہ میں یاد ہے جو مجھے لندن میں ملے تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ جب مَیں پہلی دفعہ مسجد اقصیٰ کے اس حصہ میں گیا جو مسلمانوں کے پاس ہے۔ اس مسجد میں یہودیوں کو جانے کی اجازت نہیں ہے لیکن مَیں یہودی ہوتے ہوئے بھی وہاں گیا تو مسجد کے مسلمان خادم نے میرے سے پوچھا کہ تم مسلمان ہو، تمارا دین کیا ہے؟ مَیں نے جواب دیا کہ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ۔ یہی میرا ایمان ہے۔ اس پر وہ مجھے لے گیا اور مسجد دکھائی۔ لیکن پھر کہا کہ مجھے ابھی بھی شک ہے کہ تم مسلمان نہیں ہو۔ مَیں نے کہا تمہیں اَور کیا بتاؤں۔ پھر اُس نے کہا پورا کلمہ سناؤ۔ مَیں نے کہا ’’محمد رسول اللہ‘‘۔ تو اس نے پھر کچھ مسجد کا حصہ دکھایا۔ پھر وہ کہنے لگا کہ مجھے ابھی بھی آپ کے مسلمان ہونے پر یقین نہیں آ رہا۔ یہ کیا ماجرا ہے؟ اس پر مَیں نے اُسے کہا کہ دراصل مَیں یہودی ہوں۔ لیکن کلمہ کے پہلے حصہ پر تو مجھے مذہبی ایمان ہے اور دوسرے حصہ یعنی ’’محمد رسول اللہ‘‘ پر میرا ذاتی ایمان ہے کیونکہ اگر انصاف کی نظر سے تاریخ کو دیکھا جائے تو عرب کی جو حالت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت تھی اس کی اصلاح کوئی نبی ہی کرسکتا تھا۔ اس لئے مجھے تو یقین ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے نبی تھے جنہوں نے وحشی عربوں کی حالت کو بدل ڈالا۔

پس ایک خدا کو مانیں اور ہر مذہب کے بانیوں اور لیڈروں کا احترام کریں تو دنیا میں امن قائم ہوسکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پس اگر ہم نے انسانی قدروں کا پاس نہ کیا اور امن و سکون کے ساتھ زندگی گزارنے کی کوشش نہ کی تو پھر تباہی ہمارے راستہ پر ہوگی۔ اب تو بعض چھوٹی چھوٹی قوموں نے بھی نیوکلیئر ہتھیاروں تک رسائی حاصل کرلی ہے اور کسی بھی وقت ایک بٹن دبانے سے آدھی دنیا آناً فاناً تباہ ہوجائے گی۔ اس لئے امن کے قیام کے لئے بہت زیادہ محنت اور کوشش کی ضرورت ہے۔

آخر پر حضور انور نے فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانی جماعت احمدیہ نے فرمایا تھا کہ مَیں دو کاموں کے لئے آیا ہوں۔ ایک یہ کہ لوگ اپنے پیدا کرنے والے ربّ کو پہچانیں اور اس کے حقوق ادا کریں اور دوسرے ہر انسان دوسرے انسان کے حقوق ادا کرے۔

حضور انور نے فرمایا: پس اگر ان دونوں باتوں پر عمل کرلیا جائے تو دنیا امن کا گہوارہ بن جائے گی۔

یہودی وفد کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ ملاقات دو بجے تک جاری رہی۔ آخری وفد کے ممبران نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

....

بعد ازاں نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا نے حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ دفتری ملاقات کا شرف پایا۔

اس کے بعد سوا دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ’’مسجد بیت الاسلام‘‘ میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پچھلے پہر بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ہدایات سے نوازا اور دفتری امور میں مصروفیت رہی۔

....

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے آئے اور فیملیز ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔

آج شام کے اس پروگرام میں 35 فیملیز کے 160 افراد نے اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا۔ یہ فیملیز کینیڈا کی درج ذیل جماعتوں سے آئی تھیں:

Brampton, Vaughan, Woodbridge, Peace Village, Hamilton، نیو مارکیٹ، Mississauga، ایمری ویلیج۔

اس کے علاوہ پاکستان سے آنے والے بعض احباب نے بھی اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ان سبھی نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف بھی پایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام 9 بجے تک جاری رہا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد بیت الاسلام جانے کے لئے جونہی ’’ایوان طاہر‘‘ سے باہر تشریف لائے تو راستہ کے دونوں اطراف مرد و خواتین اور بچوں بچیوں کا ایک بڑا ہجوم تھا۔ یہ لوگ سردی کے اس موسم میں قریباً دو گھنٹے اس راہ پر محض اس لئے کھڑے تھے کہ یہاں سے کسی وقت حضور انور کا گزر ہونا ہے اور وہ اپنے پیارے آقا کا دیدار کریں گے اور حضور انور کی خدمت میں سلام عرض کریں گے۔ سبھی اپنے ہاتھ ہلاتے ہوئے اپنے پیارے آقا کو السلام علیکم کہہ رہے تھے اور اپنی سعادت اور خوش نصیبی پر بے حد خوش تھے کہ ان کا پیارا آقا ان کے اتنا قریب ہے۔

حضور انور ان کے درمیان سے گزرتے ہوئے اپنا ہاتھ بلند کرکے سب کو السلام علیکم کہتے تو ان کے چہرے خوشی سے تمتما اٹھتے اور یوں ہر ایک ان بابرکت لمحات سے فیض پاتا۔

....

تقریب آمین

’’مسجد بیت الاسلام‘‘ تشریف آوری کے بعد آمین کی تقریب ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل 40 بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی:

نبیل احمد، صہیب منگلا، ابرار احمد اعجاز، حسیب احمد کاہلوں، ہاشم شہزاد چوہدری، حمزہ احمد سعید شیخ، زیان علی، اویس عثمان، عبدالسلام دانش، معیز وسیم، ثمر احمد خان، عطاء الشافی، علی احمد، فاران محمود، کامران افضل، شایان احمد قریشی، ماحد محمود، تاشف ندیم، حزقیل احمد، اوصاف احمد

Morden Motor(UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing, Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box, Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road, Unit 2 Morden SM4 5JF
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

مرزا، معیز احمد طاہر، محبّ احمد طاہر، تعظیم خلیفہ۔

عریبہ کھوکھر، ثناء رؤوف، ھبہ ظفر، زویا سیّد، امۃ السبوح باجوہ، عروسہ صابر، شافیہ خان، شافیہ احسن، درّثمین احمد، درّعدن مہک، مریم احمد، شمائلہ علیشاہ مسعود، رضیہ سراء، کاشفہ مسعود، عدیلہ احمد، شانزے ملک، زارہ احمد۔

تقریب آمین اور دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

....

27/اکتوبر بروز جمعرات 2016ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے چھ بجے ''مسجد بیت الاسلام'' میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری خطوط، ڈاک اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور اپنے دست مبارک سے ہدایات سے نوازا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے آئے اور فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج شام کے اس پروگرام میں 58 فیملیز کے 218 افراد نے اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا۔ یہ فیملیز کینیڈا کی درج ذیل تیرہ جماعتوں سے آئی تھیں:

Brampton, Vaughan, Woodbridge, Peace Village, Hamilton, Abode of Peace, Mississauga, Toronto, Weston، بریڈفورڈ، وڈ سٹاک، مارکھم اور سینٹ کیتھرین۔

سبھی احباب نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی اور ہر ایک ان میں سے برکتیں سمیٹتے ہوئے باہر آیا، بیماروں نے اپنی شفایابی کے لئے دعائیں حاصل کیں، پریشانیوں اور تکالیف اور مسائل میں گھرے ہوئے لوگوں نے اپنی تکالیف دُور ہونے کے لئے اپنے آقا سے دعائیں حاصل کیں اور تسکین قلب پا کر مسکراتے ہوئے چہروں کے ساتھ باہر نکلے۔ طلباء اور طالبات نے اپنے امتحانات میں کامیابی کے لئے اپنے پیارے آقا سے دعائیں حاصل کیں۔ غرض ہر ایک نے اپنے محبوب آقا کی دعاؤں سے حصہ پایا اور یہ بابرکت لمحات اُن کی زندگیوں کو راحت اور سکون عطا کر گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام 8 بج کر بیس منٹ پر ختم ہوا۔

....

آج موسم سرد تھا اور بارش بھی تھی لیکن اس کے باوجود اس احمدیہ بستی کے مکین ہزاروں کی تعداد میں اُس راہ پر کھڑے تھے جہاں سے اُن کے پیارے آقا نے گزرتے ہوئے مسجد بیت الاسلام تک جانا تھا۔ مرد احباب کے علاوہ خواتین اور بچوں اور بچیوں کا ایک بڑا ہجوم تھا جو اس راہ پر کھڑا تھا۔ ان میں بوڑھی عورتیں بھی تھیں جو ویل چیئر پر تھیں، ماؤں نے اپنے بچوں کو گودوں میں اٹھایا ہوا تھا اور اپنے آقا کی آمد کی منتظر تھیں۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایوان طاہر سے باہر تشریف لائے تو حضور انور کے چہرہ پر نظر پڑتے ہی اُن کے ہاتھ بلند ہو گئے اور حضور! السلام علیکم کی آوازوں کا ایک تلاطم برپا ہوا۔ حضور انور بار بار اپنا ہاتھ بلند کر کے السلام علیکم کہتے۔ ایک ایک قدم پر سینکڑوں کیمرے چل رہے تھے اور ان چند لمحات میں ہزاروں تصویریں بن گئیں جو اُن مکینوں کے لئے اور اُن کی آئندہ نسلوں کے لئے ایک انمول خزانہ ہیں۔ ان کے گھروں کی بھی رونق ہیں اور ان کے دلوں کی بھی زینت ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ یہ لوگ اپنے گھروں کو بھول گئے ہیں اور سارا سارا دن ان راہوں پر کھڑے گزار دیتے ہیں جہاں سے کسی وقت ان کے پیارے آقا اور محبوب امام کا گزر ہونا ہے۔ یہ برکتوں اور سعادتوں کے حصول کے دن ہیں اور اِس امن کی بستی کا ہر مکین ان برکتوں سے فیضیاب ہو رہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد بیت الاسلام'' تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 4

گائیاں چرانے میں گزارتے ہیں۔ دوران سال جب یہاں مسجد کی تعمیر شروع کی تو مقامی جماعت کے مرد و زن نے دن رات وقار عمل کیا اور سخت محنت کے ساتھ کام کر کے جماعت کی ایک کثیر رقم بچائی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک دور دراز علاقے میں اس سال جنوری میں دو سبز میناروں والی خوبصورت مسجد تکمیل کو پہنچی جس میں ڈیڑھ سو کے قریب نمازی نماز پڑھ سکتے ہیں۔

تنزانیہ میں مٹوارا شہر سے 53 کلومیٹر کے فاصلے پر 'یومبے' میں ایک نئی جماعت قائم ہوئی اور اس جماعت کی اکثر تجنید خدام پر مشتمل ہے۔ ان خدام نے خود چندہ اکٹھا کر کے مسجد کے لئے ایک ایکڑ کا پلاٹ خریدا اور اپنی کوشش سے پھر نو ہزار اینٹیں یا بلاک بنائے۔ مسجد کی چھت بنائی۔ مسجد کی چھت کے لئے پیسے ختم ہو گئے تو انہوں نے قرض لے کے مسجد کی تعمیر مکمل کی۔ تو یہ نئی قائم ہونے والی جماعتیں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی قربانیاں کر رہی ہیں۔

بینن کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ باسیلا شہر کی مسجد کے افتتاح کے موقع پر عیسائی چرچ کے پادری نے کہا کہ جب مجھے مسجد کے افتتاح کا دعوت نامہ ملا تو مجھے بڑی حیرانی ہوئی کہ مسلمان تو ہم عیسائیوں سے بہت نفرت کرتے ہیں۔ یہ کون سا اسلام ہے جو ایک عیسائی چرچ کو بھی اپنی طرف بلاتا ہے۔ تو مجھے یہاں آکر بہت خوشی ہوئی اور یہ بھائی چارے کی فضا مجھے بہت اچھی لگ رہی ہے۔

مشن ہاؤسز اور تبلیغی مراکز

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوران سال ہمارے مشن ہاؤسز میں 121 کا اضافہ ہوا ہے۔ اب تک گزشتہ سالوں کو شامل کر کے 124 ممالک میں ہمارے مشن ہاؤسز کی کل تعداد 2594 ہو گئی ہے۔ اس کے علاوہ تبلیغی مراکز کی کل تعداد 450 ہو چکی ہے۔

مشن ہاؤسز کے قیام میں انڈیا کی جماعت سرفہرست ہے جہاں دوران سال 17 مشن ہاؤسز کا اضافہ ہوا۔ تنزانیہ دوسرے نمبر پر ہے یہاں 15 مشن ہاؤسز کا اضافہ ہوا۔ پھر برکینا فاسو ہے یہاں دس کا اضافہ ہوا۔ اور اسی طرح باقی ممالک ہیں۔

وقار عمل

افریقہ کے ممالک میں جماعت مساجد اور مشن ہاؤسز کی تعمیر میں وقار عمل کے ذریعہ حصہ لیتی ہیں۔ اسی طرح دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی جماعتیں اپنی مساجد، سینٹرز اور تبلیغی مراکز کی تعمیر میں بجلی پانی اور دیگر فٹنگ کا کام اور رنگ و روغن وغیرہ وقار عمل کے ذریعہ سے انجام دیتے ہیں چنانچہ 78 ممالک سے موصولہ رپورٹ کے مطابق چھیالیس ہزار نو سو چھیاسی وقار عمل کئے گئے جن کے ذریعہ سے چوبیس لاکھ گیارہ ہزار یوایس ڈالرز سے اوپر کی بچت ہوئی۔

بشارت الرحمٰن بٹ صاحب مبلغ ڈوڈومہ لکھتے ہیں کہ نیشنل ڈے کے موقع پر تنزانیہ کے صدر کی طرف سے اعلان ہوا کہ سارا ملک نیشنل ڈے کی مناسبت سے ہفتہ صفائی منائے تاکہ قومی دن کے موقع پر ہم اپنی نسل کو یہ پیغام دیں کہ انہوں نے ملک کو تمام تر گندگی سے صاف رکھنا ہے چنانچہ اس اعلان کے بعد ڈوڈومہ شہر کے ریجنل کمشنر سے رابطہ کر کے ایک مارکیٹ کے راستے اور گندے نالے کی صفائی کا پروگرام بنایا گیا۔ یہ پارلیمنٹ ہاؤس کے بہت قریب ہے اور اس جگہ ایسی صفائی کی گئی، وقار عمل کیا گیا کہ شہر کا ہر شخص حیران تھا اور پھر یہ بھی حیران تھے کہ ہم نے کام وقار عمل سے کیا ہے اور بغیر کسی معاوضے کے کیا ہے۔

وکالت تصنیف

وکالت تصنیف کی رپورٹ ہے کہ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ مع مختصر تفسیری نوٹس جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ترجمہ اور تفسیر پر مبنی ہے اور ملک غلام فرید صاحب کا ایڈٹ کردہ ہے کافی عرصے سے دستیاب نہیں تھا۔ اس کی از سر نو ٹائپ سیٹنگ وغیرہ کی اغلاط کی درستی کے بعد چھپ کر یہ تیار ہو گیا ہے اور بک سٹال پر دستیاب ہے۔

اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی درج ذیل کتب انگریزی میں طبع ہوئی ہیں جو بک سٹال پر موجود ہیں۔ کشتی نوح (Ark of Noah)۔ اس کتاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے طاعون کے بارے میں بتایا ہے۔ بہرحال اس کا انگریزی ترجمہ شائع ہو گیا ہے۔ براہین احمدیہ حصہ چہارم کا انگریزی ترجمہ شائع ہو گیا ہے۔ کشف الغطاء، The truth unveiled کے نام سے انگریزی ترجمہ شائع ہو گیا ہے۔ راز حقیقت، The Hidden Truth کے نام سے انگریزی ترجمہ شائع ہو گیا ہے۔ احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟ The Advent of the Promised Messiah کے نام سے انگریزی ترجمہ شائع ہو گیا ہے۔ محمودکی آمین انگریزی ترجمہ شائع ہو گیا ہے۔ اسلامی اصول کی فلاسفی کا صومالین ترجمہ شائع ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سی کتب ہیں جو شائع کی گئی ہیں اور بک سٹالز پر دستیاب ہیں۔

قرآن شریف کی بھی اشاعت کی خدمت کی توفیق جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ دے رہا ہے۔ امیر صاحب ماریشس لکھتے ہیں کہ ایک غیر احمدی عربی پروفیسر ماریشس میں بک فیئر پر آئے اور بتانے لگے کہ جس ہوٹل میں وہ ٹھہرے ہیں وہاں کمرے میں جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع کردہ قرآن کریم دیکھنے کو ملا۔ کہنے لگے کہ میں قرآن کریم دیکھ کر سوچ میں پڑ گیا کہ کتنے مسلمان ملک اور کتنے ہی مسلمان فرقے دنیا میں ہیں لیکن قرآن کریم کی خدمت کی اگر کسی کو توفیق مل رہی ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہی ہے۔

کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر تبصرے اور بیعتیں

کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تبصرے اور اس کے ذریعہ سے بیعتیں۔ کینیڈا سے ہمارے مربی لکھتے ہیں کہ لیف لیٹس کی تقسیم کے لئے ہم گزشتہ سال گوئٹے مالا گئے تھے۔ پچھلے سال یہ جامعہ کینیڈا سے فارغ ہوئے ہیں۔ وہاں ایک نو احمدی جارج ولز (George Velazqez) نے بتایا کہ میں عیسائیت کے غلط عقائد کی وجہ سے متنفر ہو چکا تھا۔ میرے اندر ہر قسم کی برائی پائی جاتی تھی۔ شراب نوشی کی کثرت کی کوئی انتہا نہیں تھی۔ ان حالات میں عیسائیت نے مجھے دہریہ بننے پر مجبور کر دیا۔ اسی دوران ایک مسلمان عورت سے میری ملاقات ہوئی۔ وہ جب بھی مجھے اسلام کی دعوت دیتی تو میں اس کو دھتکار دیتا۔ ایک دن میں جماعت احمدیہ کی مسجد گیا تو وہاں ایک احمدی دوست داریو (Dario) صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مجھے 'اسلامی اصول کی فلاسفی' پڑھنے کے لئے دی۔ اس کتاب کو پڑھ کر میرا وجود لرز گیا۔ اس کتاب نے مجھے اسلام قبول کرنے پر مجبور کر دیا اور اس کتاب کا مجھ پر احسان ہے کہ میں اس کتاب کو پڑھ کر احمدی مسلمان ہوں اور مجھے اس پر فخر ہے۔

مصر کے ایک صاحب ہیں انہوں نے بیعت کی۔ کہتے ہیں کہ میں نے ویب سائٹ پر جماعت میں شمولیت کی خواہش کا پیغام بھیجا تو چند روز کے بعد جماعت احمدیہ مصر کے ایک دوست نے مجھ سے رابطہ کیا اور پھر جب ہماری ملاقات ہوئی تو اس نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب 'اسلامی اصول کی فلاسفی' دی۔ یہ کتاب غیر معمولی تصنیف ہے۔ ایسے روحانی خیالات کو پڑھ کر روح وجد میں آ گئی اور یقین ہو گیا کہ اس کتاب کا مؤلف خدا کا فرستادہ ہے۔ چنانچہ میں نے اس احمدی دوست کو فون کر کے بیعت کا اظہار کیا۔

پھر فرنچ گیانا کے ایک سیرین مہاجر ہیں بہاء الدین صاحب کہتے ہیں کہ میں نے شام کے مخدوش حالات کی وجہ سے اپنا وطن چھوڑ دیا اور طویل اور تھکا دینے والے سفر کے بعد اپنی اہلیہ اور بیٹے کے ہمراہ فرنچ گیانا پہنچا۔ یہاں پہنچ کر میری ملاقات یہاں کے مبلغین سے ہوئی۔ میں نے اپنی مشکلات کے حوالے سے ان سے ذکر کیا تو انہوں نے مجھے مشن ہاؤس میں ہی ایک کمرہ دے دیا۔ یہاں آنے سے پہلے میں نے کبھی جماعت احمدیہ کا نام نہیں سنا تھا۔ چنانچہ مشن ہاؤس میں رہنا شروع کیا تو جماعت احمدیہ کے حوالے سے دلچسپی پیدا ہوئی۔ چنانچہ میں نے عربی زبان میں ترجمہ شدہ کتب کشتی نوح، ضرورۃ الامام، الخلافۃ والنبوۃ، براہین احمدیہ، مکتوبات احمد اور حقیقۃ الوحی کا مطالعہ کیا۔ شروع میں ان تحریرات نے مجھے اپنی فصاحت و بلاغت کی وجہ سے ورطہ حیرت میں ڈال دیا پھر جلد ہی میں نے دیکھا کہ ان کتب کے مضامین بھی بہت گہرے ہیں۔ میں ویسے تو مسلمان ہوں لیکن میں سچے دل سے کہتا ہوں کہ جو علوم میں نے ان کتب سے سیکھے ہیں وہ کہیں اور نہیں دیکھے۔ یہ کتب پڑھ کر میں کہہ سکتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کی تعلیمات کی سچائی میں کوئی بھی شک نہیں ہے اور جماعت

احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام سچے ہیں۔ موصوف کا تعلق بڑے پڑھے لکھے خاندان سے ہے اور اب یہ اپنے خاندان کو بھی احمدیت کے بارے میں تبلیغ کر رہے ہیں۔

وکالت اشاعت (طباعت)

وکالت اشاعت (طباعت) کی رپورٹ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال 126 ممالک سے موصولہ رپورٹ کے مطابق دوران سال 891 مختلف کتب، پمفلٹ اور فولڈر وغیرہ 58 زبانوں میں ایک کروڑ چھپن لاکھ بیس ہزار اڑسٹھ کی تعداد میں طبع ہوئے اور اس طرح گزشتہ سال کی نسبت تینتیس لاکھ سے زیادہ تعداد میں لٹریچر طبع ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب لاکھوں بلکہ کروڑوں میں لٹریچر کی اشاعت ہوتی ہے۔

وکالت اشاعت (ترسیل)

وکالت اشاعت (ترسیل) ایک علیحدہ شعبہ ہے۔ جو کتب شائع ہوتی ہیں ان کو مختلف جماعتوں میں، ممالک میں بھجواتا ہے۔ ان کی رپورٹ یہ ہے کہ مختلف 47 زبانوں میں تین لاکھ بارہ ہزار کی تعداد میں کتب دنیا کے مختلف ممالک کو بھجوائی گئیں۔ ان کتب کی کل مالیت تقریباً چار لاکھ اٹھارہ ہزار پاؤنڈ سے اوپر ہے۔

قادیان سے بیرونی ممالک کو کتب کی ترسیل وکالت تعمیل و تنفیذ کے زیر انتظام ہوئی اور دوران سال قادیان سے جماعت احمدیہ مڈغاسکر کی تین ریجنل لائبریریز اور جماعت مایوٹے آئی لینڈ کی ایک لائبریری کے لئے کتب بھجوائی گئیں جن کی مالیت چار لاکھ پانچ ہزار روپے تھی۔

فری لٹریچر کی تقسیم

جماعت کے ذریعہ فری لٹریچر کی تقسیم۔ مختلف ممالک میں مختلف عناوین پر مشتمل تین ہزار ایک سو سترہ کتب، فولڈرز اور پمفلٹس ایک کروڑ چونتیس لاکھ بارہ ہزار سے اوپر کی تعداد میں مفت تقسیم کئے گئے۔ اس طرح کل دو کروڑ چالیس لاکھ سے زائد افراد تک پیغام پہنچایا گیا۔

ریجنل اور مرکزی لائبریریوں کا قیام

جماعتوں میں ریجنل اور مرکزی لائبریریز کا قیام ہوا۔ 380 سے زائد ریجنل اور مرکزی لائبریریوں کے مختلف ممالک میں قیام ہو چکے ہیں جن کے لئے لندن اور قادیان سے کتب بھجوائی گئیں۔

وکالت تعمیل و تنفیذ (لندن)

دوران سال ہندوستان کے مختلف اضلاع میں لائبریریوں کے قیام کے حوالے سے جو کارروائی کی گئی اس کے مطابق مجموعی طور پر 103 ضلعی لائبریریاں ہندوستان میں قائم کی گئیں اور اسی طرح بیرون ممالک کو بھی لٹریچر بھجوایا گیا۔ وہاں شعبہ پریس اور میڈیا کو بھی فعال کیا گیا ہے۔ اخبارات میں شائع ہونے والی مخالفانہ خبروں کی فوری تردید کرنے اور جماعتی مؤقف کی صحیح رنگ میں اشاعت کے لئے بھی خصوصی کوشش کی گئی۔ شعبہ نور الاسلام کے کاموں میں بہتری پیدا کی گئی اور مختلف ذریعوں سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تبلیغ بھی کی جارہی ہے اور مخالفین کے اعتراضوں کے جواب بھی دیئے جارہے ہیں۔

رقیم پریس اور افریقن ممالک کے احمدیہ پریس

رقیم پریس اور افریقن ممالک کے احمدیہ پریس۔ رقیم پریس اسلام آباد سے قریبی شہر فارن ہائم (Farnham) میں ایک نئی عمارت میں منتقل ہو چکا ہے۔ اس سال پریس کے ذریعہ چھپنے والی کتب کی تعداد چھ لاکھ چوہتّر ہزار سے اوپر ہے۔ یہ تعداد گزشتہ سال کی نسبت تین گنا زیادہ ہے۔ الفضل انٹرنیشنل، چھوٹے پمفلٹ، لیف لیٹس اور مختلف جماعتی لٹریچر وغیرہ یہاں سے شائع ہوتا ہے۔ یہاں نئی مشینوں کا بھی اضافہ ہوا ہے۔

بینن میں پرنٹنگ پریس کا قیام ہوا ہے اور اب افریقہ کے آٹھ ممالک میں پریس کام کر رہے ہیں۔ افریقہ میں لٹریچر کی اشاعت میں ہمارے پریسوں کے ذریعہ چھپنے والی کتب و رسائل کی تعداد دس لاکھ پینتیس ہزار ہے۔

سیرالیون کے پرنٹنگ پریس سے جماعتی لٹریچر کے علاوہ حکومتی اور نجی کمپنیوں کے لئے بھی طباعت کا کام ہوتا ہے۔ باہر سے کمپنیاں کام کرواتی ہیں۔ نائیجیریا کے پریس نے بھی نئی کلر پرنٹنگ مشینیں خریدی ہیں۔ نائیجیریا کے پریس سے (یوروبا) اور سادہ قرآن کریم چار ہزار کی تعداد میں طبع کیا گیا۔

نمائشیں اور بک سٹالز اور بک فیئرز

اس سال دنیا بھر میں 580 بک فیئرز میں جماعت نے حصہ لیا اس کے علاوہ 1566 نمائشیں اور 13453 بک سٹالز کا انعقاد ہوا۔ ان پروگراموں کے ذریعہ چالیس لاکھ انیس ہزار سے زائد افراد تک جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچا۔

نمائشوں کے حوالے سے ایک دو واقعات سنا دیتا ہوں۔

امیر صاحب ماریشس کہتے ہیں کہ قرآن کریم کی نمائش میں ایک خاتون تشریف لائیں اور سوال کرنے لگیں کہ مسلمان دوسروں کو قتل کیوں کرتے ہیں۔ ان کو ان کے سوال کا جواب دیا گیا اور پھر موصوفہ نے ساری نمائش دیکھی۔ نمائش سے واپس جاتے وقت کہنے لگیں کہ میں اس سوچ کے ساتھ آپ کی نمائش میں داخل ہوئی تھی کہ سب مسلمان دہشتگرد ہیں۔ لیکن اب یہ سوچ اور رائے لے کر واپس جارہی ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک امن کے پیامبر ہیں۔

کانگو برازاویل سے مبلغ لکھتے ہیں کہ کانگو برازاویل میں نمائش کے دوران ایک جرنلسٹ سے رابطہ ہوا جس کا تعلق کانگو کے نیشنل ٹی وی سے تھا۔ اس کو جماعت کو تعارف کروایا اور پمفلٹ اور کچھ کتابیں دیں۔ اس نے کہا کہ آپ کا پیغام بڑا واضح اور امن پسند ہے۔ میں آپ کا رابطہ ٹی وی کے جنرل ڈائریکٹر سے کرواتا ہوں۔ چنانچہ اگلے دن ہی اس صحافی کا فون آیا کہ ڈائریکٹر سے آ کر مل لو۔ ہم نے ان سے ملاقات کے دوران کتاب جو میرے مختلف لیکچر ہیں "World Crisis and Pathway to Peace" ان کا ذکر کیا اور کتاب دی۔ موصوف نے جماعت کا پیغام سن کر بڑی خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ میں جرنلسٹ کو کہہ دیتا ہوں کہ وقتاً فوقتاً آپ لوگوں کو بھی پروگرام میں مدعو کرلیا کریں۔ ملاقات کے تین دن بعد ہی جرنلسٹ نے ہمیں اپنے ٹی وی پروگرام میں مدعو کیا۔ اس طرح نصف گھنٹے کا پروگرام بغیر کسی معاوضے کے ہوا جس سے ملک بھر میں جماعت کا تعارف ہوا۔

بک سٹالز، بک فیئرز کے حوالے سے بعض واقعات ہیں۔ کولون شہر میں تبلیغی سٹال پر ایک جرمن سیاح آیا اور سٹال سے کچھ لٹریچر لے کر چلا گیا اگلے ہفتے وہ شخص دوبارہ آیا اور کہنے لگا کہ آپ لوگوں نے مجھے جو لٹریچر دیا تھا وہ میں نے سارا پڑھ لیا تھا۔ میں یہاں سیر کے لئے آیا تھا اور واپس جانا تھا مگر میں نے اپنا قیام لمبا کرلیا تا کہ آپ سے دوبارہ ملاقات ہو سکے۔ کہنے لگا کہ آپ کی کتابوں میں جو کچھ پڑھا ہے اگر آپ لوگ ان باتوں پر عمل بھی کرتے ہیں تو پھر دنیا میں کوئی قوم آپ کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

بیلجیم سے مربی سلسلہ لکھتے ہیں وہاں ایک دوست کمال کدورے صاحب جن کا اصل تعلق مراکش سے ہے ایک روز ایک مارکیٹ سے گزر رہے تھے کہ انہیں جماعتی بک سٹال نظر آیا۔ انہیں جماعت کے پمفلٹ دیئے گئے جس پر ایم ٹی اے العربیۃ کی فریکوئینسی بھی درج تھی۔ چنانچہ موصوف نے واپس جا کر ایم ٹی اے العربیۃ دیکھنا شروع کر دیا اور اس دوران دعا بھی کرتے رہے۔ کہتے ہیں کہ ایم ٹی اے کے پروگراموں کی وجہ سے میرے علم میں اتنا اضافہ ہو گیا کہ میں اپنے حلقہ احباب میں بھی ان مسائل کے حوالے سے بات چیت کرنے لگا۔ اسی طرح ایک دن وفات مسیح کے حوالے سے بات ہوئی تو ان کے ایک دوست نے کہا کہ ان کا بھائی احمدی ہے اور اس کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ چنانچہ موصوف نے اپنے دوست کے بھائی سے ملاقات کی اور اس کے ذریعہ سے جماعت سے رابطہ ہو گیا۔ موصوف بیعت کے لئے پہلے ہی تیار تھے۔ چنانچہ جلد ہی بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہو گئے۔

آگرہ ضلع کے مبلغ انچارج لکھتے ہیں کہ ایک آرمی افسر نے بک سٹال سے جماعتی کتب خرید کر نہ صرف مطالعہ کیا بلکہ اہلیہ کو بھی وہ کتب دیں۔ مطالعہ کے بعد اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ دنیا میں بہت سی تنظیمیں اور فلاحی ادارے مختلف جہات سے کام کر رہی ہیں لیکن جماعت کا کام اس لئے قابل تعریف اور حیران کن ہے کہ مسلمانوں میں بھی ایک ایسی تنظیم ہے جو قیام امن کے لئے اعلیٰ اور وسیع پیمانے پر کام کر رہی ہے۔ اس پر میں جماعت احمدیہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

لیف لیٹس کی تقسیم

لیف لیٹس، فلائرز کی تقسیم کا منصوبہ۔ اس سال دنیا بھر کے 101 ممالک میں مجموعی طور پر ایک کروڑ گیارہ لاکھ سے زائد لیف لیٹس تقسیم ہوئے اور اس ذریعہ سے دو کروڑ چھیانوے لاکھ سے زائد افراد تک پیغام پہنچا۔ اس کے حوالہ سے امریکہ اور یورپ کے ممالک میں کافی کام ہوا ہے۔

سپین میں لیف لیٹس کی تقسیم۔ یہاں پچھلے دو تین سال سے جامعہ کے سٹوڈنٹس کو بھجوایا جاتا ہے۔ وہ شاہدین مربی جو آخری کلاس سے پاس ہو کر جامعہ سے نکلتے ہیں کچھ عرصے کے لئے ان کو وہاں بھجواتا ہوں تاکہ لیف لیٹس تقسیم کریں۔ امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ان مبلغین کے آنے سے پہلے ہم نے سپین کے پچاس صوبوں کے سول گورنرز کو خط لکھا کہ اس طرح یوکے اور جرمنی سے ہمارے مبلغین لیف لیٹس تقسیم کے لئے آرہے ہیں اور آپ کے صوبے میں بھی آئیں گے۔ ہر جگہ سے ہمیں خطوط اور فون کے ذریعہ خوش آمدید کہا گیا۔ ان مربیان کو مختلف گروپس کی شکل میں سپین کے مختلف علاقوں میں بھیجا گیا اور پھر ”جنگ عظیم سے بچاؤ اور انسانیت کو تباہی سے بچانے کے لئے کوشش“ کے عنوان سے لیف لیٹس تقسیم کئے گئے۔ مختلف صوبہ جات کے 247 مقامات پر چھ لاکھ گیارہ ہزار سے اوپر کی تعداد میں تقسیم ہوا۔

سپین کا ایک شہر سیوٹا (Ceuta) جزیرہ کی شکل میں مراکش کی سرحد پر واقع ہے۔ ان کو کہا تھا وہاں جا کر لٹریچر تقسیم کریں۔ کہتے ہیں کہ یہ شہر عربی مسلمانوں کا گڑھ ہے ہم اس شہر میں لیف لیٹس تقسیم کرنا سب سے مشکل سمجھتے تھے اور اندیشہ تھا کہ بہت مخالفت ہوگی۔ بہرحال جانے سے پہلے ہم نے وہاں کے گورنر کو اطلاع کر دی۔ اسی طرح اس کے سیکرٹری سے بھی فون پر بات ہوگئی کہ آج ہم آپ کے شہر میں لیف لیٹس تقسیم کریں گے۔ چنانچہ شہر کو چار حصوں میں تقسیم کر کے لیف لیٹنگ شروع کر دی گئی۔ اور کہتے ہیں کہ ہماری توقعات سے بہت بڑھ کر ہمیں رسپانس ملا اور ایک مبلغ کو وہاں کے لوکل امام مسجد ملے۔ انہیں جب لیف لیٹ دیا گیا تو موصوف دوبارہ واپس آئے اور مزید دس لیف لیٹس لے گئے اور سپین اور مراکش کا اپنا رابطہ نمبر بھی دیا۔ اسی طرح مقامی اخبار کے نمائندوں کو دیا گیا۔ ان سے بھی رابطے ہوئے۔

میکسیکو میں تبلیغ اور فلائرز کی تقسیم کا منصوبہ اور غیر معمولی کامیابیاں وہاں بھی ہو رہی ہیں۔ میکسیکو دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے جہاں سپینش بولی جاتی ہے۔ اس کی آبادی 125 ملین ہے۔ میکسیکو میں اس وقت تین مبلغین کام کر رہے ہیں اور جامعہ کینیڈا سے اس سال فارغ التحصیل ہونے والے کلاس کے طلباء کو بھی وہاں گروپ کی صورت میں فلائر تقسیم کرنے کے لئے بھجوایا گیا تھا۔ وہاں میریڈا (Merida) شہر میں اور دوسرے علاقوں میں بہت بڑی تعداد میں فلائر تقسیم کئے۔ مجموعی طور پر ایک ملین کی تعداد میں لیف لیٹس تقسیم ہوئے جن کے ذریعہ ایک ملین لوگوں تک پیغام پہنچا اور اس کے نتیجہ میں چھ سو ستّر بیعتیں ہوئیں۔

لیف لیٹس کی تقسیم کے دوران پیش آنے والے واقعات

امیر صاحب گیمبیا لکھتے ہیں کہ ہمارے ایک معمر داعی الی اللہ ابراہیم صاحب ہیں جن کی عمر 73 سال ہو چکی ہے۔ بڑے شوق سے تبلیغ کرتے ہیں۔ کئی کئی میل پیدل سفر کر کے تبلیغ کرتے ہیں اور جماعتی لیف لیٹس لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ دوران سال انہوں نے اکیلے ہی تین ہزار سے زیادہ لیف لیٹس تقسیم کئے۔ موصوف کا کہنا ہے کہ میں نے ساری عمر اپنی فیملی کا پیٹ پالنے کے لئے مختلف نوکریاں کی ہیں لیکن پھر بھی فیملی کا گزارہ نہیں ہو پاتا تھا۔ لیکن جب سے میں نے تبلیغ کے لئے وقت دینا شروع کیا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھ پر خاص فضل ہوا ہے اور میری ضرورت سے بڑھ کر انعامات سے اللہ تعالیٰ مجھے نواز رہا ہے۔

سوئٹزرلینڈ سے ایک سوئس کو جماعتی لٹریچر لیف لیٹ دیا گیا تو وہ کہتے ہیں کہ جب میں نے اس لیف لیٹ کو پڑھا جو میری پوسٹ میں ڈالا گیا تھا تو مجھے بیحد خوشی ہوئی کہ شکر ہے کہ اسلام کے اندر کوئی ایسی جماعت ہے جو اسلام کا اصل پیغام پھیلا رہی ہے۔ یہ تعریف صرف اس ای میل کی حد تک نہیں بلکہ میں آپ کی جماعت کا پیغام اپنے فیس بک پر بھی شائع کر رہا ہوں۔ آپ لوگوں پر سلامتی ہو۔

اسی طرح ہندوستان میں ایک عورت کے ہاتھ ہمارا لیف لٹ آیا۔ کہنے لگی کہ مجھے لیف لیٹ باہر سڑک پر گرا ہوا ملا ہے۔ میں اس کے مضمون سے بہت متاثر ہوئی ہوں۔ اور اگر آپ لوگ یہ لیف لیٹ تقسیم کر رہے ہیں تو مجھے اس قسم کا مزید لٹریچر دیں۔ میں بھی اسلام کی اس خوبصورت تعلیم کا مطالعہ کرنا چاہتی ہوں۔

........................(باقی آئندہ)

وہ جس پہ رات ستارے لئے اترتی ہے

آصف محمود باسط۔لندن

توکل علی اللہ کا مضمون اس قدر گہرا، وسیع اور اپنے اندر روحانیت کے گہرے معارف لئے ہوئے ہے کہ خاکسار کو اس پر کچھ بھی کہنے کی جسارت نہیں کرنی چاہیے۔ نہ تو مجھے اس بحرِ بے کنار کی وسعتوں سے واقفیت کا اندازہ ہے اور نہ میرا کوئی مقام و منصب یا تعلیمی قابلیت ہی ایسی ہے کہ اس مضمون پر کچھ لکھ سکوں۔ تاہم کچھ مشاہدات مجھے اس بات پر مجبور کرتے ہیں کہ مَیں انہیں دوسروں کے علم میں لاؤں کہ میرے نزدیک ایسے مشاہدات ایک قومی امانت کا درجہ رکھتے ہیں۔

خاکسار کو محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شفقت اور محبت کے طفیل 2004ء میں زندگی وقف کرنے کی توفیق ملی۔ اس کے علاوہ اور کوئی بات پوری زندگی میں قابلِ ذکر نہیں۔ آج جو کچھ عرض کرنے کا ارادہ کیا ہے، اس کا بھی موقع نہ بنتا اگر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے شفقت کا سلوک فرماتے ہوئے اپنے قدموں میں جگہ نہ دی ہوتی۔ کمزوریوں اور خامیوں کی حالت تو یہ ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کی ہمت اور مجال نہیں ہوتی۔ یہ محض اور محض حضور انور کی شفقت ہے کہ اپنے قدموں میں جگہ عنایت فرماتے ہیں۔ ان بیش بہا لمحات میں جب یہ غلام اپنے آقا کے حضور حاضر ہوتا ہے، کوئی لمحہ بھی ایسا نہیں جسے عام لمحوں کی قطار میں کھڑا کیا جاسکے۔ ہر لمحہ اپنے اندر کئی گنج ہائے گراں مایہ لئے ہوئے ہوتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کی خدمت میں تو خاکسار 2004ء سے دفتری ملاقات کی غرض سے حاضر ہو رہا ہے۔ مگر حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کی خدمت میں خلافت سے قبل بھی حاضر ہونے کا موقع ملا۔ تب حضور ناظر تعلیم کے عہدہ پر فائز تھے۔ مجھے یاد ہے کہ جب بی اے کے بعد ایم اے میں داخلہ کا وقت آیا تو مَیں نے حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر خواہش ظاہر کی کہ خاکسار یونیورسٹی میں داخلہ لینے کی بجائے پرائیویٹ ایم اے کے امتحانات دے لے۔ حضور نے میرے اس خیال کو ردّ کرتے ہوئے فرمایا کہ جو exposure یونیورسٹی جا کر ملے گا وہ گھر بیٹھے نہیں مل سکتا۔ اس ارشاد کا ہر حرف درست اور برحق تھا۔ یقیناً جو کچھ یونیورسٹی کی فضا انسان کو بطور تجربہ کے سکھاتی ہے، وہ پرائیویٹ امتحان دے کر نہیں سیکھا جاسکتا۔ یونیورسٹی کے ماحول میں تو بڑے بڑے سکالر، دانشور اور بڑے زبردست کتب خانے ہوتے ہیں۔ انسان لیکچر روم کے علاوہ بھی، نہ چاہتے ہوئے بھی بہت کچھ سیکھتا اور سمجھتا ہے۔ یہ وہ متاع ہوتی ہے جو عمر بھر انسان کے کام آتی ہے۔ مگر آج اس مضمون کے آغاز میں خاکسار یہ تسلیم کرنا چاہتا ہے کہ جو exposure حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے سے ملتا ہے، وہ دنیا کی کوئی لائبریری، کوئی یونیورسٹی، کوئی دانشور نہیں دے سکتا۔ بقولِ شاعر 'بس یونہی نور سے بھرتا رہے یہ کاسۂ دل' والی کیفیت ہوتی ہے اور کیا ہی خوب ہوتی ہے۔ اگر کوئی ایک بھی لفظ غیر معمولی نہ لگے تو انسان کی اپنی کوتاہ فہمی ہوتی ہے، کیونکہ وہاں تو یہ حال ہے کہ منہ سے جو بات نکل جائے ادب۔

کس بات کا ذکر کیا جائے اور کسے چھوڑ دیا جائے۔ آج صرف توکل کے مضمون پر بات کرتے ہیں۔ باقی بھی موقع ملا تو پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔

عموماً لوگ اس حسرت کا اظہار کرتے ہیں کہ کاش ہم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتے۔ یا کاش ہم حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں رہے ہوتے۔ یہ خواہشات یقیناً عشق اور محبت کی غمّاز ہیں، مگر کیا کریں کہ انہیں حسرت کے سوا کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ اس بارہ میں کچھ ہو نہیں سکتا۔ مگر یہی بات کیا فخر کرنے اور دل کی تسلی کے لئے کافی نہیں کہ ہم وہ خوش نصیب ہیں جو خلافت احمدیہ کے زمانہ میں جی رہے ہیں۔ ہم نے وہ زمانہ پایا ہے جس میں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے تخت پر آپ کے نائب اور جانشین اور خلیفہ کو متمکن دیکھتے ہیں۔ پس توکّل کے معاملہ جو کچھ ہم نے سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت مسیح موعودؑ میں پڑھا سنا، اس کا عکس ہمیں اس شخص میں بہت نمایاں نظر آتا ہے جو انہی دونوں برگزیدہ ہستیوں کے کام کو لے کر آگے چلنے والا اور ان کا نائب اور خلیفہ ہے۔

....

28 مئی 2010ء بروز جمعۃ المبارک جماعت احمدیہ کی تاریخ میں اس ظلم کے حوالہ سے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا جب ظالم دشمن نے معصوم احمدیوں پر بہیمانہ حملے کر کے ان کی کمر ہمت کو توڑ ڈالنے کی کوشش کی۔ کئی درجن احمدیوں پر گولیاں برسا کر انہیں شہید کر دیا گیا۔ ہر ٹیلی وژن چینل اس ظلم اور استبداد کے نظارے دکھا رہا تھا۔ دنیا بھر میں رہنے والا شاید ہی کوئی احمدی ہو جس کا ذہن و دل اس خونچکاں خبر سے کٹ کر نہ رہ گیا ہو۔ ادھر لندن میں جمعہ کا وقت ہؤا چاہتا تھا۔ ہر احمدی حسبِ معمول اپنے محبوب خلیفہ کے خطبہ جمعہ کو سننے کے لئے بے قرار تو یوں بھی ہوتا ہی ہے، اس روز یہ بیتابی حد سے بڑھی ہوئی تھی۔ ادھر ایم ٹی اے میں ہم یہ سوچ رہے تھے کہ اس صورتحال میں حضور انور شاید مسجد بیت الفتوح تشریف نہ لائیں اور خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن سے ارشاد فرمائیں لہذا وہاں بھی تیاری کر لی گئی۔ مگر مسجد فضل لندن سے قافلہ اپنے وقت پر روانہ ہوا، اپنے وقت پر مسجد بیت الفتوح پہنچا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حسبِ معمول عین وقت پر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ چہرہ پر وہی سکون جو ہمیشہ، ہر حال میں حضور کے چہرہ مبارک پر نظر آتا ہے۔ وہی سکون جسے دیکھ کر ہم سب سکون حاصل کرتے ہیں۔ پس حضور انور کے پُرسکون چہرۂ مبارک کو دیکھ کر جماعت کی آدھی پریشانی تو یوں ہی کافور ہوگئی۔ پھر عام قیاس تو یہ تھا کہ خطبہ صرف اور صرف اسی موضوع پر ہوگا کہ جماعت احمدیہ کی مساجد پر فائرنگ ہوگئی ہے اور بہت سا جانی نقصان بھی ہوگیا ہے۔ مگر عام آدمی کی عقل اور فہم تو اس فراست کی جوتیاں سیدھی کرتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے چنیدہ خلیفہ کو عطا کر رکھی ہوتی ہے۔ حضور انور نے خطبۂ میں جماعت کی دینی و روحانی تربیت کے حوالہ سے ارشادات فرمائے اور آخر پر احبابِ جماعت کو لاہور میں ہونے والے سانحہ سے مطلع بھی فرمایا اور دعا کی تحریک بھی فرمائی۔ ایک جملہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہے جس میں حضور انور نے فرمایا کہ ابھی معلوم نہیں کہ حملہ آوروں پر قابو پایا جاچکا ہے یا ابھی وہیں موجود ہیں۔ یہ ایک بڑا باریک اشارہ تھا کہ اس موقع پر کچھ بھی کہنا قبل از وقت ہوسکتا ہے، لہٰذا حضور بھی اسی پر اکتفا کر رہے ہیں اور احباب بھی پریشانی میں افواہوں پر نہ تو کان دھریں اور نہ ہی انہیں مزید ہوا دینے میں بلاواسطہ یا بالواسطہ، دانستہ یا غیر دانستہ حصہ لیں۔

اس تمہید سے جو بات بیان کرنا مقصود تھی، اس کی طرف آتا ہوں۔ اس سانحہ کے روز خطبہ جمعہ سے تھوڑی دیر بعد خاکسار کو حضور انور کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملا۔ ہؤا یوں کہ خاکسار نے ایم ٹی اے کے سلسلہ میں کچھ امور پر رہنمائی کی غرض سے حضور انور کی خدمت میں کچھ روز قبل تحریر کیا تھا۔ اس پر حضور انور نے ازراہِ شفقت تفصیلی نوٹ میں ہدایات سے نوازا اور آخر پر لکھا 'مزید تفصیل زبانی۔ جمعہ کی شام یا ہفتہ کی صبح'۔ خاکسار کا ارادہ تھا کہ جمعہ کی شام کو دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں حاضر ہو جائے گا۔ اگر حضور انور نے یاد فرما لیا تو پیش ہو جاؤں گا ورنہ ہفتہ کی صبح حاضر ہو جاؤں گا۔ مگر جمعہ کی صبح تو یہ اندوہناک سانحہ ساتھ لے کر آئی۔ ہر احمدی کی طرح مجھے بھی احساس تھا کہ اگر جماعت اس قدر رنج اور غم میں مبتلا ہے تو امامِ جماعت کے دل پر کیا گزر رہی ہوگی۔ وہ کس کرب میں ہوں گے کہ ان کے لئے تو ہر احمدی جس نے اپنی جان دے دی اولاد کی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر عزیز تھا۔ سوچا کہ اس موقع پر حاضر ہونا شاید مناسب نہ ہو۔ مگر پھر یہ خیال بھی تھا کہ حضور انور کے ارشاد کے برخلاف ازخود کیسے فیصلہ کرلوں؟ اسی گومگو کی کیفیت میں دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں پہنچا۔ مکرم و محترم منیر احمد جاوید صاحب، پرائیویٹ سیکرٹری سے مشورہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہیں بیٹھو، اگر یاد فرما لیا تو مل لینا ورنہ پھر کل سہی یا جب یاد فرمائیں۔ خاکسار انتظار گاہ میں بیٹھ گیا۔ کچھ ہی دیر بعد پرائیویٹ سیکرٹری صاحب حضور انور کے دفتر سے باہر تشریف لائے اور بتایا کہ حضور نے بلا لیا ہے۔

خاکسار عجیب وغریب توقعات لے کر اندر حاضر ہوا۔ حسبِ معمول آسمانِ اسلام کا سورج اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ افروز تھا۔ کمرہ میں، آپ کے چہرہ مبارک پر، آپ کے کام کرنے کے انداز میں کچھ بھی تبدیلی نہ تھی۔ آپ ہمیشہ کی طرح بڑے اطمینان سے کرسی پر رونق افروز اپنے خداداد کام میں مصروف تھے۔ میں سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ کیا کہتے ہو؟ حضور کا یہ پیار بھرا جملہ سائل کو کچھ عرض کرنے کی ہمت دیتا ہے، ورنہ وہاں ازخود بات شروع کر دینے کی مجال کہاں اور کسے۔

خاکسار نے ایم ٹی اے سے متعلق مذکورہ معاملہ پیش کیا اور حضور انور نے ازراہ شفقت بڑی تفصیل سے اس معاملہ پر رہنمائی فرمائی۔ ایسے جیسے اس وقت صرف یہی معاملہ زیر غور ہے اور اسی پر ساری توجہ مرکوز ہے۔ ہم کیا اور ہمارے معاملات کیا، مگر اس شفیق وجود کا حال خاکسار نے ہمیشہ یہی دیکھا کہ جو بات بھی کرو، ادنی سے ادنی، اسے بھرپور توجہ سے سماعت فرمانا، اس پر غور کرنا اور اس پر پورے اطمینان کے ساتھ رہنمائی فرمانا آپ ہی کا خاصہ ہے۔ عام آدمی کو تو دو معاملات بیک وقت درپیش ہوجائیں تو الجھ کر رہ جاتا ہے بلکہ زچ ہو کر جھلاّہٹ کا اظہار بھی کر دیتا ہے۔ مگر وہ جسے خدا اپنے کاموں اور اپنے بندوں کی امامت کے لئے چنتا ہے یہ اسی کا خاصہ ہے کہ قرطاسِ خیال پر ہزار ہا مسائل اپنے نقش و نگار بنا رہے ہوں، مگر وہ ہر بات کو اس کے مقام پر رکھ کر اسے سلجھاتا چلا جاتا ہے۔ سائل کو محسوس ہوتا ہے کہ اس وقت صرف اسی کا مسئلہ حضور کا مسئلہ بن گیا ہے، اور یہ احساس ہی بذاتِ خود تریاق ہوجاتا ہے۔

تو اس عجیب وغریب گھڑی میں بھی یہی محسوس کیا۔ حضور کی توجہ اور رہنمائی نے میرے مسئلہ کو حل کر دیا۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہونے والے احباب جانتے ہیں کہ ملاقات کا اختتام بھی ایک عجیب مرحلہ ہوتا ہے۔ دل میں حضور کے وقت کی قدر و قیمت کا احساس ہوتے ہوئے بھی ازخود اٹھ کھڑے ہونا بے ادبی نہ لگے۔ بیٹھے رہنا حضور کے وقت کے ضیاع کا موجب نہ ہو۔ ایسے میں وہ پیار اور محبت سے بھری حتمیت کہ 'اور؟ بس؟ چلو پھر!' سائل کی کشمکش کو آسان کر دیتی ہے۔ انہی الفاظ کے ساتھ خاکسار اس روز بھی اٹھا۔ مگر اس روز تو ایک اور کشمکش بھی دامنگیر تھی اور وہ یہ کہ پاکستان کے معصوم احمدیوں پر قیامت گزر گئی اور میں چپ چاپ اٹھ کر چلا آؤں۔ تعزیت کرنا تو مسنون ہے، مستحب، مستحسن ہے اور پھر وہ بھی اس سے جس کے 80 سے زائد بچے بیدردی سے شہید کر دیئے گئے ہوں۔ خدا نے ہمت دی تو عرض کی کہ حضور! آج کے سانحہ کا بہت افسوس ہوا۔

عموماً ایسی باتوں کا اظہار ایک متوقع ردِعمل اور جواب لئے ہوئے ہوتا ہے۔ مگر حضور نے بڑے تحمل، بڑی بردباری، بڑے وقار اور حوصلہ کے ساتھ فرمایا 'ہاں! افسوس تو ہے! خدا جانے آگے کیا ارادے ہیں ان کے! ابھی آگے آگے پتہ نہیں کیا کریں گے۔ مگر اپنی تباہی اپنے ہاتھوں سے لکھ رہے ہیں۔ مَیں تو یہ پہلے بھی کہہ چکا ہوں'۔

سبحان اللہ۔ خدا کا یہ جرنیل، جو حق کا جھنڈا اٹھائے ہوئے باطل کے خلاف نبرد آزما ہے۔ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ پر ایسا پختہ ایمان اللہ کے فرستادوں کے سوا اور کسے حاصل ہوسکتا ہے۔

'ہم نے ہر غم سے نکھاری ہیں تمہاری یادیں'

عُسر ہو یسر، تنگی ہو کہ آسائش ہو، خدا کے اس جرنیل کی نظر خدا کے دین کے غلبہ پر لگی ہے۔ بے تحاشا خون بہ جانے کا کرب دل میں ہے، مگر اسے دل میں مہمان بنا کر بٹھا ہی نہیں لیا بلکہ اس کرب کو بھی خدا کے حضور پیش کر دیا ہے۔ ان جانوں کے ساتھ ساتھ جو راہِ مولا میں قربان ہو گئیں، اپنا کرب اور درد بھی اسی خدا کے حضور پیش کر دیا۔ یہ سانحہ تو ہوگیا، اب آگے کیا کرنا ہے، کیا ہونے والا ہے، باطل کیسا ظلم کرے گا اور مجھے جو خدا نے حق کا علم تھمایا ہے، میں اسے کس طرح بلند سے بلند تر کرتا چلا جاؤں گا۔ اپنی جماعت کی کمرِ ہمّت کس طرح کسے رکھوں گا کہ وہ بھی اس علم کو میرے ساتھ تھامے رکھیں اور اسے بلند کرنے کی فکر میں رہیں۔ مگر یہ اندیشے نہیں۔ بلکہ وہ ممکنات ہیں جو خدائے قادر کے اس محبوب ترین بندہ نے خدا ہی کے سپرد کر دی ہیں۔ توکّل کی مثال ایسی قائم کر دی ہے کہ ہر فردِ جماعت کے لئے، بلکہ امّتِ مسلمہ بلکہ بنی نوع انسان کے لئے ایک عظیم الشان نمونہ بن گئی۔

پھر بعد میں اپنے خطبات میں حضور انور نے اس سانحہ کا ذکر بھی کیا مگر کمال تحمل کے ساتھ۔ دنیا اسے تحمل کہتی ہے، مگر ہم جانتے ہیں کہ یہ تحمل سے بھی زیادہ توکّل کا عالیشان مقام ہے جو اپنے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا پرتَو لئے ہوئے ہے۔ پھر ایک اور بات بھی تو ہے۔ اس سال جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر حضور نے اس سانحہ پر اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ ذرا سوچیں کہ اسی قدر اظہار پر تمام جماعت کے دل کپکپا کر رہ گئے، تو اگر حضور کبھی اپنے جذبات اور احساسات کا اظہار کھل کر کر دیں تو شاید ہمارے کلیجے پھٹ جائیں اور ہم اس کی تاب ہی نہ لاسکیں۔ پس اس دَور میں توکّل کی بہترین مثال بننے والا یہ شخص جب اپنے کرب کو خدا کے حضور پیش کرتا ہوگا، تو کیا حشر بپا ہوتا ہوگا۔ یہ تو اللہ اور اس کا خلیفہ ہی جانتے ہیں، مگر اس کے تصور سے بھی دل کانپ اٹھتا ہے۔

....

پھر ایک اور واقعہ عرض کرتا ہوں۔ 26 ستمبر 2015ء کو مسجد بیت الفتوح لندن سے ملحقہ کمپلیکس میں آگ لگ گئی۔ پہلے پہل تو یہ لگا کہ شاید باورچی خانہ میں کوئی بے احتیاطی ہوئی ہوگی اور اس کے نتیجہ میں الارم وغیرہ بج گئے ہوں گے۔ خاکسار اس وقت محترم سید میر محمود احمد ناصر صاحب کے ساتھ ان مقامات کی فلمنگ کرنے لندن کے ان حصوں کی طرف گیا ہوا تھا جہاں حضرت المصلح الموعودؓ نے دورۂ لندن کے دوران قیام فرمایا تھا یا خطابات ارشاد فرمائے تھے۔ ہم واپس آ ہی رہے تھے کہ میرے ایک رفیق کار قاصد معین احمد صاحب کا ٹیکسٹ میسج ملا کہ بیت الفتوح میں فائر الارم بج رہے ہیں۔ (ہمارے ایم ٹی اے دفاتر اور سٹوڈیوز بیت الفتوح میں واقع ہیں۔) ایسا پہلے بھی ہو چکا تھا کہ کبھی صرف ٹیسٹ کے طور پر الارم بجائے گئے ہوں اور کبھی یہ کہ باورچی خانہ سے اٹھنے والے دھوئیں کو آگ کا دھوآں سمجھ کر الارم بول اٹھے ہوں۔ مگر پھر پیغام آیا کہ بیت الفتوح اور اس سے متصل کمپلیکس اور ایم ٹی اے کے دفاتر میں موجود سب لوگوں کو کہا گیا ہے کہ بلڈنگ خالی کر دیں اور بیت الفتوح کے احاطہ سے بالکل باہر چلے جائیں کیونکہ آگ پھیل رہی ہے۔ اب معاملہ کی سنگینی اور شدت کا اندازہ ہؤا۔ محترم میر صاحب کو واپس گیسٹ ہاؤس اتار کر گاڑی کا رخ بیت الفتوح کی طرف موڑا اور وہاں پہنچ کر جو کچھ دیکھا، وہ دل کو دہلا دینے والا منظر تھا۔ سیاہ و سفید دھوئیں کی دبیز لہریں کمپلیکس سے اٹھ کر فضا میں بلند ہو رہی تھیں۔ عمارت کا سامنے والا حصہ جل کر سیاہ ہو چکا تھا۔ گاڑی جہاں تہاں کھڑی کر سکتا تھا، کھڑی کی اور دوڑ لگا کر مسجد کے سامنے موجود اپنے رفقائے کار کے ساتھ کھڑے ہو کر اس منظر کو دیکھنے لگا۔ وہاں موجود ہر فرد بے حد پریشان تھا۔ اندر دفاتر تھے، دفاتر کے ریکارڈ تھے، اور ہمارے لئے تو سب سے بڑھ کر یہ تھا کہ اندر ہماری ایم ٹی اے کی وڈیو لائبریری تھی جس میں خلفاء کرام کی اَن گنت وڈیوز محفوظ تھیں۔ کئی لاکھ پاؤنڈز کا قیمتی سامان تھا جو ہمارے سٹوڈیوز میں نصب تھا۔ میرے دماغ میں میرے دفتر کا نقشہ گردش کر رہا تھا۔ آٹھ، دس سال پر محیط حضور انور کی طرف سے موصول ہونے والے، آپ کے دست مبارک سے تحریر کئے ہوئے سینکڑوں ارشادات تھے۔ حضور کا تحریر کردہ تو ہر حرف ہمارے لئے موجبِ رہنمائی ہوتا ہے، وہاں تو ایک بہت قیمتی اَثاثہ تھا۔ ان بیش قیمت خطوط کی سوچ دل و دماغ پر چپکی ہوئی تھی۔ ایک آدھ دفعہ ایسا ہوا کہ دھوئیں کے بادل جب بلند ہوئے تو ان میں بہت سے جلے ہوئے کاغذ بھی ہوا میں تیرتے ہوئے نظر آئے۔ دل اور بھی گھبرا گیا۔ یا اللہ! یہ وہ خطوط نہ ہوں جن پر تیرے محبوب نے اپنے ہاتھ سے الفاظ تحریر فرمائے ہوئے ہیں۔ اپنے آپ کو ملامت بھی کرتا رہا کیونکہ کئی بار خیال بھی آیا تھا کہ ان خطوط کو سکین کر کے محفوظ کر لیا جائے۔ کسی اور مقام پر ان کی نقول رکھ لی جائیں مگر کیسی کوتاہ اندیشی تھی۔ ہمیشہ یہی رہا کہ انشاء اللہ کبھی ضرور کریں گے۔ اس روز بہت سے سبق جو میں نے سیکھے ان میں سے ایک تو یہ تھا کہ خلیفۂ وقت کی تحریر موصول ہوتے ساتھ اس کی نقول رکھ لینی چاہئیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ وقت بہت ہے۔ مگر فرد کا وقت اور قوم کا وقت دو الگ جہات ہیں۔ جہاں خدا کے فرستادہ کی بات ہو، وہاں Time and Space کا تصور بدل جاتا ہے۔ کبھی بھی فرد کے وقت کو اور ملّت کے وقت کو ایک ہی دریا کے دو مساوی دھارے نہیں سمجھنا چاہیے۔ ہمارا انفرادی وقت ایک سست رَو دھارا ہے اور جماعت کا وقت ایک سبک خرام، ٹھاٹھیں مارتا ہوا دریا ہے جو پہاڑوں، چوٹیوں، میدانوں کو سر کرتا کہیں کا کہیں نکل جاتا ہے۔ ہمارا انفرادی وقت ایک اور جہت ہے اور قومی وقت ایک الگ جہت سے تعلق رکھتا ہے۔ جماعتی کام کی بات ہو تو ہمارا ضائع کیا ہوا ایک بھی لمحہ ہمیں آئندہ نسلوں کے سامنے جوابدہ کر سکتا ہے۔ اسی پچھتاوے اور ملال میں کھڑا میں اس دھوئیں کو دیکھتا رہا۔

اسی روز شام کو پروگرام 'راہِ ہدیٰ' لائیو نشر ہونا تھا۔ مگر بیت الفتوح کی انتظامیہ نے بتایا کہ فائر بریگیڈ کا کہنا ہے کہ تا اطلاع ثانی اندر کوئی نہیں جا سکتا کیونکہ ابھی معلوم نہیں کہ آگ کا پھیلاؤ رک گیا ہے یا ابھی یہ کسی اور طرف بھی رخ کر سکتا ہے۔ اس اطلاع کے ساتھ ہی خاکسار نے کسی لائیو پروگرام کو کینسل کرنے کے طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق مشورہ کیا اور فیصلہ ہوا کہ پروگرام نشر ہونے کی تو کوئی صورت نہیں، لہذا آج پروگرام لائیو نشر کرنے کی بجائے گزشتہ پروگرام کو مکرر نشر کر دیا جائے۔

پھر خبر ملی کہ آگ نے وڈیو لائبریری کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ یہ سن کر دل بیٹھ گیا۔

ابھی یہ خبر آئی ہی تھی کہ میرے موبائل فون کی گھنٹی بجی۔ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے نمبر سے فون آئے تو مطلب ہوتا ہے فوری، ضروری۔ فورًا فون اٹھایا تو پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے مختصر مگر جامع پیغام دیا کہ 'حضور یاد فرما رہے ہیں'۔ بلا توقّف اپنی گاڑی مسجد فضل کی طرف دوڑا دی۔ اس پر بھی خدا کا شکر کیا کہ اتفاقًا گاڑی ایسی جگہ ہی کھڑی کر آیا تھا جو آمد و رفت کے ممنوعہ علاقہ سے باہر تھی۔ بے طرح دوڑتے ہوئے گاڑی تک پہنچا اور گاڑی مسجد فضل کی طرف روانہ تھی۔ ایسے موقعوں پر بھی خدا کا فضل ہی ہے کہ لندن کی بدنامِ زمانہ ٹریفک کبھی سدِّ راہ نہیں بنی۔ 12 یا 15 منٹ میں خاکسار دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں موجود تھا۔

پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ حضور تو ابھی دفتر سے رہائشگاہ میں تشریف لے گئے ہیں، مگر میں اطلاع بھجوا دیتا ہوں۔ تقریبًا دس منٹ بعد ہی حضور کے دفتر کے باہر نصب لائٹ روشن ہوئی، یعنی حضور دفتر میں تشریف لے آئے تھے۔ بلائے جانے پر خاکسار حاضر ہؤا۔ آگے جو الفاظ تحریر کروں گا، وہ مجھے یقین ہے کہ میرے حافظہ پر جس طرح نقش ہیں، اسی طرح ارشاد فرمائے گئے تھے۔ (مفہوم اگرچہ خاکسار نے محفوظ کر لیا تھا)۔

ارشاد ہوا کہ 'کیا بات ہے؟ بڑے گھبرائے ہوئے لگ رہے ہو؟' عرض کی کہ 'حضور آگ پھیلتے پھیلتے ہماری لائبریری کو بھی جلا گئی'۔ 'تو کیا ہوا؟ اس طرح کے واقعات سے جماعتوں کے کام نہیں رک جاتے!'

افسردگی کے ساتھ عرض کی کہ حضور اس میں خلفاء کے پروگرام تھے، اس آرکائیو میں سب جل گئے ہوں گے۔

فرمایا: 'حضرت مسیح موعودؑ کی آواز ریکارڈ ہوئی تھی گراموفون پر۔ پتہ ہے نا؟ وہ بھی ضائع ہو گئی تھی۔ اس سے قیمتی کیا ہو سکتا تھا؟ اس کے ضائع ہو جانے سے جماعت کے کام رکے تو نہیں! کام تو چلتے چلے گئے ہیں! کہ نہیں؟'

عرض کی کہ جی حضور، بالکل ایسا ہی ہے۔ وہاں یہ مجال بھی کسے ہوتی ہے کہ اس قدر ہی کہہ سکے کہ حضور! اس طرف تو توجہ گئی ہی نہیں۔ ہم نادان تو سوگ کی کیفیت میں کھڑے تھے۔

'تمہیں آگ بجھانی آتی ہے؟'

'جی نہیں، حضور!'

'وہاں وہ تمہیں اندر جانے دیتے؟ آگ بجھانے کے لئے؟'

'جی نہیں، حضور!'

پھر تمہیں چاہیے تھا کہ فورًا یہاں مسجد فضل آتے اور یہاں کے سٹوڈیو کو تیار کرتے۔ تم سب ایم ٹی اے والوں کو یہاں جمع ہو جانا چاہیے تھا اور دیکھنا چاہیے تھا اب ان حالات میں کیا کیا جائے کہ نشریات میں کسی طرح کا تعطّل نہ ہو۔

ایسے میں ندامت سے جو حالت ہوئی ہوگی، وہ نہ تو بیان کی جا سکتی ہے اور شاید بیان کرنے کی ضرورت بھی نہیں۔ سبھی تھوڑا بہت اندازہ تو کر ہی سکتے ہیں۔ خاکسار نے حضور سے معذرت چاہی۔ ساتھ ہی ارشاد ہوا 'اب یہاں بیٹھو اور ایم ٹی اے پر دینے کے لئے نیوز bulletin تیار کرو۔ لیکن تم نے تو شاید کچھ کھایا ہوا بھی نہیں ہے۔ شکل سے پتہ چل رہا ہے۔ بھوکے پیاسے ہو۔ پہلے باہر جاؤ، کچھ کھاؤ پھر یہ تیار کر کے واپس لاؤ'۔

خاکسار باہر آیا۔ حضور کے لئے محبت سے دل سرشار ہو رہا تھا۔ ایسے میں بھی اس ادنیٰ، نالائق اور نااہل غلام کی بھوک کا خیال فرمایا۔ ایسا بادشاہ دنیا میں کس نے دیکھا ہوگا کہ اپنے ایک ادنیٰ چاکر کی بھوک کا بھی خیال کرے، وہ بھی ایسی ہنگامی حالت میں۔ اس بادشاہ کو تو کروڑوں لوگوں کی بھوک اور پیاس کا احساس رہتا ہے۔ عام بھوک بھی اور روحانی پیاس بھی۔ جی چاہا کہ سب کچھ حضور پر قربان کر دوں۔ مگر کیا قربان کروں؟ سبھی کچھ اللہ کے فضل سے آپ ہی کا دیا ہؤا تو ہے۔

ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے سامنے ہی پڑے ہوئے بسکٹ کھائے۔ اور خبر تیار کرنے لگا۔ خبر میں دینے کے لئے حقائق کی باوثوق ذرائع سے تصدیق ضروری تھی۔ آگ کب لگی، کہاں تک پھیلی، ابھی بھی پھیل رہی ہے یا کس حد تک قابو پا لیا گیا ہے وغیرہ۔ یہ اطلاعات حاصل کر کے خاکسار نے ایک خبر تیار کی جو ایم ٹی اے پر پڑھی جانی تھی۔ دنیا بھر کے معتبر اخباری چینل اس آگ کی خبر نشر کر رہے تھے۔ دنیا بھر کے احمدی تشویش کا شکار تھے۔ حضور انور کے پیش نظر یہی تشویش ہوگی کہ جس کے باعث حضور نے خود اپنی نگرانی میں خبر تیار کروائی۔

خبر تیار ہو جانے پر خاکسار خدمتِ اقدس میں حاضر ہؤا۔ حضور نے خبر کے متن کا بغور مطالعہ فرمایا۔ خود بھی ایک فون کیا اور تازہ ترین صورتحال کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ پھر خبر کے متن کی منظوری دینے سے قبل ایک درستگی فرمائی۔ خبر میں لکھا تھا کہ لندن فائر بریگیڈ کے بیان کے مطابق آگ پر قابو پا لیا گیا ہے، اور اب آگ کو بجھانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

حضور نے تصحیح فرماتے ہوئے اس جملہ سے قبل اضافہ فرمایا 'اللہ کے فضل سے'۔

ساتھ ہی فرمایا کہ 'خود انہوں نے کیا قابو پانا تھا'۔

پھر حضور انور کی خدمت میں عرض کی گئی کہ پروگرام 'راہِ ہدیٰ' لائیو نہیں ہو رہا بلکہ گزشتہ پروگرام مکرر نشر کیا جائے گا۔ حضور نے فرمایا کہ پروگرام لائیو ہوگا۔ ابھی ابھی یہاں کا سٹوڈیو تیار کرواؤ اور پروگرام کی تیاری کرو۔ جماعت کا کوئی کام چھوٹی چھوٹی باتوں پر نہیں رک جاتا۔

عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ہم ہنگامی صورتحال سمجھ کر بیٹھے ہوئے ہیں، سب پریشان ہیں۔ مگر خلیفۂ وقت کا ہر ہر حرف، ہر عمل، ہر اشارہ زبانِ حال سے بتا رہا ہے کہ خلیفہ خدا کا انتخاب ہوتا ہے۔ تبھی تو اس کی نظر افق سے بھی آگے تک دیکھتی ہے۔ ہمیں افق پر آگ کا دھوآں نظر آ رہا ہے۔ اس سے آگے نظر دھندلا رہی ہے۔ گھبراہٹ طاری ہے۔ مگر خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کی نظر افق پر پھیلے دھوئیں کے بادلوں سے بہت آگے دیکھ رہی ہے۔ انگریزی میں smoke screen کی اصطلاح ایسے اعمال یا ایسی باتوں کے لئے استعمال ہوتی ہے جس کے پیچھے حقیقت کو چھپانے کی کوشش کی جائے۔ دنیا ہر طرح کی smoke screen کے ذریعہ، یہاں تک کہ لفظی و معنوی اعتبار سے بھی، ہماری نظر کو حقائق سے ہٹانے کی کوشش کرتی ہے۔ ہم کوتاہ بین اس سے آگے دیکھ بھی نہیں سکتے اگر وہ دیدۂ بینا میسر نہ ہو کہ جس کا نام قرآن کریم نے خلافت رکھا اور جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھال قرار دیا اور جس کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں یہ بشارت دی کہ یہ نعمت ہمیشہ تم میں رہے گی کہ تمہاری حفاظت کرے، تمہیں وہاں کی خبر دے جہاں تک تمہاری آنکھ نہیں دیکھتی، تمہیں ہوش دے گی، عقل دے گی، شعور دے گی اور ہر وہ چیز دے گی جو خیر کے زمرہ میں آتی ہے۔ قرآن کریم نے تو حتمی فیصلہ فرما دیا ہے کہ تمہاری آنکھ خدا تک نہیں پہنچتی، مگر وہ آنکھوں تک پہنچتا ہے۔ مگر خلافت تمہاری آنکھوں کو ایسا بنا دے گی کہ وہ خدا کی تجلّی کو جذب کرنے کے قابل ہو سکیں۔

ایم ٹی اے پر وہ خبر بھی نشر ہو گئی۔ اس روز 'راہِ ہدیٰ' بھی براہِ راست نشر ہو گیا۔ پروگرام میں لائیو کال کی سہولت ہوتی ہی ہے۔ اس روز تو ہر دوسرے کالر نے پروگرام میں نہ سہی مگر آف لائن آگ کے بارہ میں تشویش ظاہر کی۔ پروگرام کے آخر میں خبر کا متن دوبارہ سنا دیا گیا اور تازہ ترین صورتحال سے آگاہ کر دیا گیا۔

پروگرام کے اختتام پر خاکسار اوپر سٹوڈیو سے نیچے آیا کہ جا کر حضور کی خدمت میں اطلاع بھیج دوں کہ پروگرام بخیریت نشر ہو گیا اور کسی بھی قسم کی دقّت نہیں ہوئی۔ مگر نیچے اترا تو معلوم ہوا کہ بیرون ملک سے آیا ہوا کوئی وفد حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کر رہا ہے۔ یہ ملاقات محمود ہال میں ہو رہی تھی۔ مغرب کا وقت ہؤا چاہتا تھا۔ خاکسار محمود ہال کے اس دروازہ کے باہر کھڑا ہو گیا جہاں سے توقع تھی کہ حضور انور مسجد میں تشریف لے جائیں گے۔ آڈیو سسٹم پر حضور کی آواز اور سامعین کی آوازیں باہر تک آ رہی تھیں۔ ان اطفال اور خدام نے جی بھر کے حضور کی خدمت میں بیٹھنے کا موقع حاصل کیا۔ سوالات پوچھے۔ حضور نے جوابات عطا فرمائے۔ ان کے مسائل سنے، رہنمائی فرمائی، ہدایات سے نوازا۔ ان سے ہلکی پھلکی گفتگو بھی کی۔ وہ سب حضور کی گفتگو سے مستفید بھی ہوتے رہے اور محظوظ بھی۔ کہیں مجلس پر افسردگی یا رنج و ملال کا شائبہ تک محسوس نہ ہوا۔ یقینًا حضور کے دل میں یہ تڑپ تو ہوگی کہ جلد معلوم ہو کہ آگ کے حوالہ سے تازہ ترین صورتحال کیا ہے، مگر یہ وہی شخص تو تھا جس نے ابھی کچھ دیر پہلے ساری خبر پڑھ کر یہ الفاظ درج کئے تھے کہ 'اللہ تعالیٰ کے فضل سے'۔ پس خدا کا خلیفہ تو اللہ کے فضلوں پر نظر رکھے ہوئے مزید فضلوں کا امیدوار تھا۔ بھلا توکل کے اس قدر بلند معیار پر فائز مردِ خدا کے پیچھے چلنے والی جماعت کیونکر کمزور ہو سکتی ہے۔ حضور کا یہ توکّل ہمارے لئے ایک بے مثال نمونہ ہے۔ پھر اگلے خطبہ میں حضور نے پورے واقعہ پر روشنی ڈالی، جماعت کو تسلّی دی اور اس توکل کی طرف کھینچ لائے جو خدا تعالیٰ نے آپ کو عطا فرما رکھا ہے۔ اللہ کے فضلوں کو جذب کرنے کی تلقین فرمائی اور اپنی نگاہ ہمیشہ اونچی رکھنے کی تعلیم سے نوازا۔

............................(باقی آئندہ)

میرے محسن، میرے مربی

محترم مولانا بشیر احمد قمر صاحب (مرحوم)

(ملک محمد اکرم ۔ مربی سلسلہ یو کے)

ایک عرصہ سے تمنّا تھی کہ اپنے ایک مُحسن محترم مولانا بشیر احمد قمر صاحب (مرحوم) کا ذکرِ خیر کروں تا اپنے آقا و مولا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کہ اُذْکُرُوْا مَوْتٰکُمْ بِالْخَیْرِ کی تعمیل ہوجائے۔

یہ 1971ء کی ایک خوبصورت صبح تھی جب ہماری پوری کلاس اپنی مادرِ علمی جامعہ احمدیہ ربوہ سے ''شاھد'' کی ڈگری حاصل کر کے فارغ التحصیل ہوئی اور ضابطہ کی کارروائی کے لئے وکالتِ دیوان میں حاضر ہوئی۔ اِس وکالت میں ضروری کارروائی کے بعد ہمیں نظارت اصلاح وارشاد مقامی، صدر انجمن احمدیہ میں رپورٹ کرنے کی ہدائت ہوئی تا کہ اس نظارت کے تحت ہم میدانِ عمل میں قدم رکھیں۔ حضرت مولانا احمد خان صاحب نسیم (مرحوم) اس کے ناظر تھے۔ بہت بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ زندگی میں اُن کے ساتھ اِس سے پہلے صرف سلام دعا، علیک سلیک اور مصافحہ کرنے تک ہی تعلق رہا۔ خاکسار کے دل پر اُن کا ایک رعب اور دبدبہ تھا۔ گھبرائے ہوئے دل کے ساتھ ان کے دفتر میں پوری کلاس کے ہمراہ خاکسار بھی حاضرِ خدمت ہوا۔ آپ نے سب سے مصافحہ فرمایا اور خوش آمدید کہا۔ نہائت ہی پیار اور محبت کے ساتھ بہت سی نصائح فرمائیں۔ لطائف بھی سنائے اور میدانِ عمل میں پیش آنے والی مشکلات اور ساتھ ہی ان کا حل بھی بیان فرمایا۔ قریباً ڈیڑھ گھنٹہ ہم ان کے دفتر میں رہے۔ آپ نے اتنی بے تکلّفی سے گفتگو فرمائی کہ سارا رعب جاتا رہا اور اس کی جگہ محبت اور احترام نے لے لی۔ اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں ان کے درجات بلند فرمائے۔

اسی دوران ہمارے ہاتھوں میں پروانے پکڑا دیئے گئے اور ہدائت دی گئی کہ اپنے اپنے مربی صاحب ضلع کو رپورٹ کریں اور اُن سے ہدایات لے کر اپنے مرکز میں پہنچ جائیں۔ خاکسار کو سرگودھا ضلع کے قصبہ ساہیوال میں تقرر کا پروانہ ملا۔ خاکسار نے اپنا سامان اٹھایا اور بذریعہ بس سرگودھا روانہ ہوگیا۔ سارا راستہ اِسی سوچ میں رہا کہ نمعلوم مربی صاحب ضلع کس مزاج کے ہوں گے اور کیسے کیسے لوگوں سے واسطہ پڑے گا۔ چنانچہ جب خاکسار نے محترم مربی صاحب ضلع سرگودھا کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے ایک فرشتہ نما شخص، سر پر سفید عمامہ سجائے اور سفید قمیص شلوار زیبِ تن کئے، اور اوپر اچکن پہنے، چہرے پر مسحور کُن مسکراہٹ لئے تشریف لائے اور یوں گلے ملے جیسے وہ برسوں سے مجھے جانتے ہوں اور میرا ہی انتظار فرما رہے ہوں۔ انہوں نے محبت سے میرا ہاتھ پکڑا اور گھر کے سٹنگ روم میں لے گئے اور مشروبات پیش فرمائے اور ساہیوال کے اردگرد چھ جماعتوں کی نگرانی عاجز کے سپرد فرمائی اور فرمایا کہ ساہیوال میں سَیٹ ہوجائیں تو دو ایک روز میں مَیں خود آ کر آپ کو جماعتوں میں لے جا کر تعارف کرواؤں گا۔ چنانچہ آپ نے ایک لمبی پُرسوز دعا کروا کر عاجز کو رخصت کیا۔ یہ تھی عاجز کی پہلی ملاقات اپنے افسر اور انچارج، مربی ضلع مکرم محترم مولانا بشیر احمد قمر صاحب (مرحوم) کے ساتھ۔ گفتگو کے انداز میں مٹھاس، نرمی، پیار اور محبت، ہمدردی اور نصیحت تھی۔

دو دنوں کے بعد محترم مولانا قمر صاحب ساہیوال تشریف لائے۔ خاکسار کے قیام کا جائزہ لیا اور احبابِ جماعت سے ملے اور خاکسار کے بارہ میں مقامی جماعت کو ہدایات دیں اور پھر چار پانچ دن خاکسار کے ساتھ رہے، چھ جماعتوں کا دورہ کیا اور عملاً خاکسار کو بتایا کہ جماعتوں میں کام کیسے کرنا ہے اور احباب جماعت کے ساتھ ذاتی رابطہ کیسے رکھنا ہے۔ ان چار پانچ دنوں میں آپ نے عمل کر کے (بغیر کچھ کہے) خاکسار کی ایسی تربیت کی جو زندگی بھر خاکسار کے لئے استفادہ کا باعث رہی۔ نماز تہجد، تلاوت قرآن کریم، باجماعت نمازوں کا التزام، احباب جماعت کے ساتھ مسکراتے چہرے کے ساتھ محبت، پیار اور احترام کے ساتھ ملنا، ان کی باتوں کو بڑی توجہ سے سننا اور صائب مشوروں سے نوازنا وغیرہ بے شمار حسین خصائل تھے ان کے اندر، جن کا خاکسار نے بغور مطالعہ کیا اور زندگی بھر اپنانے کی کوشش کی۔ وہ خاکسار کے محسن اور مربی تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ کسی جماعت میں جانے سے پہلے دعا ضرور کر لینی چاہئے اور آپ کو ہر موقع کی دعائیں زبانی یاد تھیں۔

خاکسار کے سپرد چھ جماعتوں میں سے سب سے بڑی جماعت چک منگلا تھی۔ وہاں آپ نے ایک بڑا جلسہ رکھا ہوا تھا۔ آپ کا مطالعہ بہت گہرا تھا اور تقریر کا انداز نہائت پُراثر تھا۔ ایک ایک لفظ دل میں اترتا جاتا تھا۔ آپ کی تقریر اتنی مؤثر تھی کہ اپنے تو اپنے، غیر بھی عش عش کر اٹھے۔ وہ تقریر خاکسار کے دل پر نقش ہوگئی اور موضوع تھا ''کلمۂ شہادت''۔ آپ نے بتایا کہ ہم ''اَشْھَدُ'' اس وقت کہہ سکتے ہیں جب ہم نے اپنے ربّ کو بچشمِ خود دیکھا ہو ورنہ گواہی قابلِ قبول کیونکر ہوگی۔ آج صرف ہم احمدی ہی ہیں جنہوں نے زندہ خدا کے جلوے دیکھے، جن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور جن سے اللہ ہمکلام ہوتا ہے۔ آج ایک احمدی ہی ہے جو گواہی دے سکتا ہے کہ سیّدنا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ پیشگوئیوں کے عین مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے اور تائید میں اللہ تعالیٰ نے کسوف وخسوف کے نشان ظاہر فرمائے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ صدیاں پہلے پیشگوئی کے طور پر بیان فرمایا تھا۔

آپ کا یہ خطاب قریباً ایک گھنٹہ جاری رہا اور مجمع وجد کی کیفیت میں تھا۔ بہرحال محترم مولانا صاحب کا طرز خطابت بھی دلکش تھا اور گفتگو کا انداز بھی شیریں اور دِل کو موہ لینے والا تھا۔ چہرہ پر ہمیشہ خوبصورت مسکراہٹ رہتی تھی جو ملنے والوں کو آپ کے مزید قریب کھینچ لیتی تھی۔ خاکسار نے ان چار پانچ دنوں کی قربت میں آپ سے بہت کچھ سیکھا۔ آپ فرماتے تھے کہ جامعہ احمدیہ سے سات آٹھ سال کی تربیت لے کر جب کوئی میدان عمل میں قدم رکھتا ہے اور اگر خلوص سے کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کے کام میں برکت رکھ دیتا ہے۔ خلافت کے ساتھ اُن کو بے انتہا عقیدت تھی اور گفتگو میں اکثر خلفاء عظام کے ارشادات اور واقعات بیان فرماتے تھے۔ مطالعہ کا انہیں بہت شوق تھا اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرماتے تھے۔

خاکسار چند ماہ ہی ساہیوال رہا اور یہی چار پانچ دن تھے کہ خاکسار کو اُن کی راہنمائی میدانِ عمل میں حاصل رہی۔ مگر اُن کے ساتھ مودّت کا رشتہ ہمیشہ کے لئے قائم رہا۔ جب بھی ملتے، بڑے ہی پیار اور خندہ پیشانی سے ملتے۔

محترم مولانا قمر صاحب نظام کے بہت پابند تھے۔ آپ 2003ء میں مرکزی نمائندہ کی حیثیت سے جلسہ سالانہ یوکے میں شرکت کے لئے لندن تشریف لائے۔ جلسہ کے بعد مرکزی مہمانوں کو سکاٹ لینڈ سیر کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ چنانچہ اس سال محترم قمر صاحب مرحوم بھی قافلہ میں شریک تھے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ آپ مسجد کی بجائے مربی ہاؤس میں قیام فرمائیں (اس وقت خاکسار گلاسگو میں بطور مربی سلسلہ خدمات بجا لا رہا تھا) تو آپ نے فرمایا کہ مَیں ایک قافلہ میں آیا ہوں اور اس قافلہ کے ایک امیر ہیں۔ مَیں فیصلہ کرنے کا خود مختار نہیں ہوں۔ اس لئے جو فیصلہ امیرِ قافلہ فرمائیں گے، اس کے مطابق قیام کروں گا۔ چنانچہ خاکسار نے محترم امیرِ قافلہ سے اجازت حاصل کر کے محترم مولانا بشیر احمد قمر صاحب کی خدمت کی سعادت پائی (یہ بھی عرض کر دوں کہ عمر کے لحاظ سے امیرِ قافلہ صاحب اُن کے پوتوں، نواسوں سے بھی کم عمر تھے۔ اس واقعہ سے آپ کی اطاعتِ امیر واضح نظر آتی ہے)۔

ایک موقع پر ایک لطیفہ ہوا جس کو خاکسار یاد کر کے بہت محظوظ ہوتا ہے۔ غالباً 1985ء کی بات ہے کہ فیصل آباد کے ایک گاؤں میں جماعت کا جلسہ ہو رہا تھا۔ محترم محمد اعظم اکسیر صاحب (مرحوم) مربی ضلع نے خاکسار کو مدعو فرمایا اور تقریر کرنے کا ارشاد فرمایا۔ خاکسار نے ضمناً ان سے پوچھا کہ مرکز سے اَور کون دوست جلسہ میں شریک ہوں گے۔ تو انہوں نے بتایا کہ مولانا بشیر احمد قمر صاحب بھی مدعو ہیں۔ چنانچہ مقررہ دن خاکسار لاری اڈّہ پہنچا تو محترم مولانا قمر صاحب کو وہاں موجود پایا۔ سڑک کی دوسری طرف سے انہوں نے خاکسار سے دریافت کیا کہ کہاں جا رہے ہو؟ (انہیں معلوم نہ تھا کہ خاکسار بھی اسی جلسہ کے لئے مدعو ہے)۔ خاکسار نے عرض کیا کہ جہاں آپ فرمائیں۔ کہنے لگے کہ آؤ فیصل آباد چلیں۔ خاکسار نے سڑک پار کی، سلام دعا کے بعد عام گفتگو شروع ہوگئی۔ بس آئی تو وہ بس میں سوار ہوگئے۔ خاکسار بھی اُن کے پیچھے بس میں سوار ہوگیا اور ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا تو محترم قمر صاحب متعجّب ہوئے اور فرمایا کہ مَیں صرف اپنا کرایہ دوں گا۔ بہرحال فیصل آباد پہنچے تو وہ رکشا میں بیٹھے تو خاکسار بھی اُسی رکشا میں بیٹھ گیا اور اپنا کرایہ ادا کیا۔ مسجد پہنچے تو محترم اکسیر صاحب کو منتظر پایا اور کار تیار تھی جس میں دو سیٹیں خالی تھیں۔ محترم قمر صاحب فرنٹ سیٹ پر تشریف فرما ہوئے اور محترم اکسیر صاحب کے ساتھ پچھلی سیٹ پر خاکسار بیٹھ گیا اور کار چل پڑی۔ محترم قمر صاحب بار بار مُڑ کر خاکسار کو دیکھتے اور کچھ کہنا چاہتے مگر حجاب مانع رہا۔ غالباً وہ گمان کر رہے تھے کہ گویا میزبان کی اجازت کے بغیر انہوں نے مجھے دعوت دینے کی غلطی کی ہے۔ بہرحال جلسہ گاہ پہنچے۔ مولانا قمر صاحب سے صدارت کی درخواست کی گئی اور پروگرام ان کے حوالہ کیا تو مقررین میں خاکسار کا نام پڑھ کر بہت مسکرائے اور کہنے لگے کہ بعد میں تم سے نمٹ لوں گا۔ ان کے صدارتی خطاب سے پہلے خاکسار کی تقریر تھی اور خاکسار نے ''کلمۂ شہادت'' پر تقریر کی جو محترم مولانا صاحب نے 1971ء میں چک منگلا میں کی تھی۔ جب تقریر کر کے خاکسار اُن کے ساتھ بیٹھا تو ہنس کر میرے کان میں کہنے لگے: شرارتی! تم نے میری تقریر کر دی!!۔ بہرحال محترم مولانا صاحب نے شانِ قرآن پر عظیم الشان خطاب فرمایا جو بہت پسند کیا گیا۔

محترم مولانا بشیر احمد قمر صاحب کو قرآن کریم سے بہت عشق تھا۔ بڑی ہی ترتیل کے ساتھ آپ تلاوت قرآن کریم کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ربوہ کے محلّہ جات کی مساجد میں آپ کے لیکچرز کا سلسلہ شروع کیا گیا تھا جس کا عنوان عظمتِ قرآن تھا۔ جب خاکسار نے ابتدا میں ان کے ہمراہ اپنی چھ جماعتوں کا دورہ کیا تو خاکسار نے دیکھا کہ آپ اس امر کو یقینی بناتے تھے کہ ہر جماعت میں قرآن کریم کے پڑھانے کا باقاعدہ انتظام ہے۔ اور بالخصوص بچوں کو قرآن کریم پڑھایا جا رہا ہے۔ اور غالباً یہی پاک جذبہ اور عشق کلام الٰہی تھا کہ جب آپ کو اس دنیائے فانی سے واپسی کا بلاوا آیا تو آپ بحیثیت ناظر تعلیم القرآن و وقف عارضی، صدر انجمن احمدیہ پاکستان خدمات بجا لا رہے تھے۔

ایک دفعہ کسی ملک کے ویزہ کے حصول کے لئے اسلام آباد گئے۔ خاکسار بھی ہمراہ تھا۔ صبح ایمبسی جانے لگے تو انہیں بہت پریشان پایا اور کسی چیز کی تلاش میں سرگردان۔ خاکسار کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ گھڑی نہیں مل رہی اور بار بار اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھ رہے تھے۔ چونکہ ایمبسی جانے میں تاخیر ہو رہی تھی تو خاکسار نے پوچھا کہ کیا گھڑی بہت قیمتی تھی؟ فرمانے لگے کہ قیمتی تھی یا نہیں مگر یہ ایک امانت تھی۔ اپنی بیگم سے اماناً لے کر آیا تھا۔ بالآخر کچھ ہی دیر بعد جبکہ دعائیں کر رہے تھے تو فرمانے لگے کہ گھڑی مل گئی۔ گھڑی اصل میں کلائی سے ذرا اوپر اچکن کے بازو کے نیچے پھنس گئی تھی۔ گھڑی ملنے پر بہت خوش ہوئے۔ اس سے اُن کی امانت کی حفاظت کی فکر اور ذمہ داری کے احساس کا پتہ چلتا ہے۔

محترم مولانا قمر صاحب بہت سادہ مزاج تھے مگر لباس ہمیشہ صاف ستھرا، اُجلا اور دُھلا ہوا پہنتے تھے۔ ہر ایک کے ساتھ خندہ پیشانی اور مسکراہٹ نیز پیار اور محبت سے ملتے تھے خواہ عمر میں ان سے چھوٹا ہو، ان کے ساتھ بھی احترام سے ملتے۔ بلکہ خاکسار نے خود دیکھا ہے کہ اپنے بچوں کو بھی آداب اور احترام کے ساتھ پکارتے تھے۔

مرحوم بے شک عالم باعمل تھے۔ نماز باجماعت کے پابند اور شریعت کے مطابق اعمال بجالانے والے تھے۔ دعوت الی اللہ کا جنون تھا۔ صاحبِ علم تھے۔ بہت گہرا مطالعہ تھا۔ تقاریر بغیر نوٹس کے کرتے تھے مگر تقریر کی تیاری بھرپور کرتے تھے۔ اندازِ خطابت بھی نرالا تھا۔ ایک ایک لفظ واضح اور دل میں اُترنے والا ہوتا تھا۔

اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

رسالہ ’’خدیجہ‘‘ (سیرت صحابیات نمبر 2011ء) میں اُمّ المومنین حضرت جویریہؓ کا مختصر ذکرِخیر مکرمہ سیّدہ شمیم شیخ صاحبہ کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

مدینہ سے 96 میل کے فاصلہ پر ایک مشہور چشمے ’مریسیع‘ کے پاس ایک قبیلہ بنومصطلق آباد تھا جس کے سردار حارث بن ابی ضرار کو مسلمانوں سے شدید نفرت تھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے بعد وہ سرعام کہا کرتا کہ جس فتنے کو مکّہ مدینہ والے ختم نہ کرسکے اُسے ہم قریش کی مدد سے ختم کریں گے۔ یہ اطلاع حضورؐ کو ملی تو آپؐ نے حضرت بریدہؓ کو جائزہ لینے کے لئے بھیجا۔ حالات سے آگاہ ہونے کے بعد آپؐ نے مسلمانوں کو تیاری کا حکم دیا اور مدینہ سے شعبان 5 ہجری کو فوجی قافلہ روانہ ہوا۔ حارث کو اسلامی فوج کا علم ہوا تو وہ ڈر کر بھاگ گیا۔ اُس کے فوجی بھی اِدھر اُدھر ہوگئے۔ اُس کے قبیلہ کے لوگوں نے اسلامی فوج کا مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی۔ اُن کے گیارہ افراد مارے گئے، چھ سو جنگی قیدی بنالئے گئے جن میں حارث کی بیٹی برّہ بھی شامل تھی جس کا خاوند مسافع بن صفوان بھی اُس دن جنگ میں مارا گیا تھا۔

مال غنیمت تقسیم ہوا تو برّہ حضرت ثابتؓ بن قیس بن شماس کے حصہ میں آئیں۔ لیکن اُن کو پسند نہ آیا کہ وہ سردار کی بیٹی ہوکر ایک لونڈی بن کر زندگی گزاردیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے مالک سے کہا کہ وہ مکاتبت کرلیں یعنی کچھ فدیہ لے کر اُنہیں آزاد کردیں۔ حضرت ثابتؓ نے 9 اوقیہ سونے پر مکاتبت کرلی۔ لیکن چونکہ برّہ خالی ہاتھ تھیں اس لئے انہوں نے سوچا کہ مسلمانوں کے رسول محمدؐ بہت رحمدل ہیں، اُن سے قرض یا مدد کی درخواست کرتی ہوں۔ چنانچہ وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور واقعہ بیان کرکے مدد کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے دل میں ڈالا کہ اگر آپؐ اس سے شادی کرلیں تو اسلام کے پھیلنے کے سامان ہوسکتے ہیں اور اس کے قبیلے کے ساتھ دشمنی بھی ختم ہوجائے گی۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا کہ اس کی بھی ایک صورت ہے کہ مَیں تم سے نکاح کرلیتا ہوں اور تمہاری طرف سے مَیں رقم ادا کردیتا ہوں۔ یہ سُن کر برّہ کو اپنا ایک خواب یاد آگیا جو کئی برس قبل دیکھا تھا کہ یثرب (مدینہ) سے ایک چاند آیا اور میری آغوش میں آگیا۔ اب اس خواب کی تعبیر سامنے تھی۔ سو برّہ نے رضامندی کا اظہار کردیا۔ اس وقت برّہ کی عمر 20 سال تھی۔ نکاح کے بعد برّہ کا نام جویریہ رکھا گیا۔ یہ نکاح 627ء میں ہوا۔

دوسری طرف حارث کو جب اپنی بیٹی کو قیدی بنالینے کی اطلاع ہوئی تو وہ کچھ مال و اسباب لے کر (جس میں اُس کے دو پسندیدہ اونٹ بھی شامل تھے) مدینہ کے لئے روانہ ہوا تاکہ فدیہ دے کر اپنی بیٹی آزاد کروالے۔ راستہ میں اُس کی نیت خراب ہوگئی اور اُس نے اپنے دونوں پسندیدہ اونٹ وادیٔ عقیق میں چھپادیئے اور باقی مال لے کر مدینہ پہنچا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے محمد! میری بیٹی کو آزاد کردیں، یہ اس کا فدیہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا: وہ دو اونٹ کہاں ہیں جو تم وادیٔ عقیق میں چھپا کر آئے ہو۔ حارث یہ سُن کر سٹپٹا گیا لیکن دل میں کہا کہ یہ آدمی جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ پھر اُس نے اور اُس کے دو بیٹوں عبداللہ اور عمرو نے اُسی وقت اسلام قبول کرلیا۔

اس کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ کو بلایا تو حارث کہنے لگا کہ یہ قبیلے کے سردار کی بیٹی ہے، یہ لونڈی بن کر نہیں رہ سکتی۔ مگر جب اُسے بتایا گیا کہ وہ حضورؐ کی بیوی بن کر رہے گی تو وہ بہت خوش ہوا۔ لیکن آپؐ نے فرمایا کہ یہ جویریہ کی مرضی ہے، جہاں وہ رہنا پسند کرے۔ اس پر حضرت جویریہؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنا پسند کیا۔ آپؓ ایک بہادر اور ذہین خاتون تھیں۔ اس نکاح کے نتیجہ میں مسلمانوں نے یہ پسند نہ کیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرالی رشتہ داروں کو قیدی بناکر رکھیں چنانچہ بغیر فدیہ لئے اُن کو رہا کردیا گیا۔ اِن قیدیوں کی واپسی ہوئی تو قبیلہ کے ہر گھر میں اسلام اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ہونے لگا اور قبیلہ والوں نے تیزی سے اسلام قبول کرنا شروع کردیا۔

حضرت جویریہؓ نے رئیسانہ زندگی بسر کی تھی لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد نہایت سادگی اختیار کرلی۔ خدا اور اُس کے رسولؐ کی خوشنودی کی خاطر زیادہ تر وقت عبادت میں گزارتیں اور اس کے لئے اپنے حجرہ کا ایک کونہ مخصوص کردیا تھا۔ کثرت سے روزے بھی رکھتیں۔ غریبوں کی بہت ہمدرد تھیں اور کسی کی مدد کرنے کی توفیق ملتی تو اللہ کا احسان مانتیں۔

آپؓ سے سات احادیث مروی ہیں۔ ایک دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ کے ہاں آئے اور پوچھا: کچھ کھانے کو ہے؟ عرض کیا: میری کنیز نے صدقے کا گوشت دیا تھا، بس وہی موجود ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ صدقہ جس کو دیا تھا اُس کو پہنچ چکا، لے آؤ۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ آپؓ کو صرف چھ سال میسر آیا۔ حضورؐ کی وفات ہوئی تو یہی کلمات کہتی رہیں کہ ’’اے باری تعالیٰ! تُو جس حال میں رکھے، راضی ہوں۔ بس مجھے حوصلہ عطا فرما‘‘۔ اس کے بعد جب بہت بےقرار ہوتیں تو حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں چلی جاتیں۔ اندر داخل ہوکر سلام عرض کرتیں اور قدموں میں بیٹھ کر آنسو بہاتیں اور دل کی باتیں کرتیں۔

حضرت عمرؓ نے حضرت جویریہؓ کا وظیفہ چھ ہزار درہم سالانہ مقرر فرمایا تھا۔ آپؓ کی وفات 50 ہجری میں قریباً 75 سال کی عمر میں ہوئی۔

حضرت سیّدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا

رسالہ ’’خدیجہ‘‘ (سیرت صحابیات نمبر 2011ء) میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت اُمّ حبیبہؓ کی مختصر سیرۃ وسوانح مکرمہ سلمیٰ منیر باجوہ صاحبہ کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

حضرت اُمّ حبیبہؓ کی کنیت رکھنے والی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ کا اصل نام رملہ یا ہند تھا جو آنحضورؐ کے دعویٔ نبوت سے 17 سال قبل سردارِ مکّہ ابوسفیان کے گھر پیدا ہوئیں۔

حضرت اُمّ حبیبہؓ کی پہلی شادی حضرت عبیداللہ بن جحش سے ہوئی۔ دونوں نے ابتدائی دَور میں اسلام قبول کیا جبکہ اُس وقت ابوسفیان کا مسلمانوں سے سلوک انتہائی معاندانہ تھا۔ تاہم آپؓ کے دل میں اسلام کی صداقت کا نُور چمک اُٹھا تھا۔ 6 نبوی میں دونوں میاں بیوی نے کفّار کے ظلم کی وجہ سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر حبشہ کی طرف ہجرت کرلی۔ یہاں آپؓ کے ہاں ایک بیٹی حبیبہ پیدا ہوئی۔ لیکن بدقسمتی سے آپؓ کا خاوند شراب نوشی کا عادی ہوگیا اور پھر مُرتد ہوکر عیسائیت اختیار کرکے اسی حالت میں وفات پا گیا۔ یہ دَور حضرت اُمّ حبیبہؓ کے لئے بڑی آزمائش کا تھا۔ آپؓ کے حالات کا تفصیلی علم جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا تو آنحضورؐ نے آپؓ کی قربانیوں اور وفا کے پیش نظر حضرت اصحمہ نجاشیؓ شاہ حبشہ (جو مسلمان ہوچکے تھے) کو حضرت عمرؓ بن امیّہ کے ہاتھ خط بھیجا کہ اُمّ حبیبہؓ اگر پسند کرے تو اُس کا نکاح میرے ساتھ کردیا جائے۔ شاہ حبشہ نے آپؐ کا خط ایک کنیز ابرہہ کے ذریعہ اُمّ حبیبہؓ کو بھجوادیا اور کہا کہ اگر آپؓ نکاح کے لئے رضامند ہوں تو اپنا کوئی وکیل مقرر کرلیں۔ اس پر اُمّ حبیبہؓ نے خدا کا شکر ادا کیا اور ابرہہ کو چاندی کے دو کنگن اور انگوٹھیاں دیں اور حضرت خالدؓ بن سعید بن العاص کو اپنا وکیل مقرر کرلیا۔ شاہ نجاشی نے تقریبِ نکاح کا اہتمام کیا جس میں تمام مسلمانوں کو دعوت دی گئی۔ چارسو دینار حق مہر پر (جو اُسی وقت ادا کردیا گیا) یہ نکاح پڑھا گیا۔ یہ 6 یا 7 ہجری کا واقعہ ہے۔ اُس وقت آپؓ کی عمر قریباً 37 برس تھی۔

حضرت اُمّ حبیبہؓ حاجتمندوں کے لئے بہت دردِ دل رکھنے والی تھیں۔ روایت میں آتا ہے کہ آپؓ نے نکاح کے بعد کنیز ابرہہ کو مزید پچاس دینار یہ کہہ کر دیئے کہ اُس دن مفلسی کی وجہ سے مَیں تمہیں رقم نہ دے سکی تھی۔ لیکن کنیز ابرہہ نے یہ دینار اور پہلے سے دیا ہوا چاندی کا زیور یہ کہہ کر آپؓ کو واپس کردیئے کہ بادشاہ نے مجھے تاکید کی ہے کہ آپؓ سے کچھ نہ لوں اور یقین کیجئے کہ مَیں محمد رسول اللہ کی پیروکار ہوکر اللہ عزّوجل کے لئے دین اسلام قبول کرچکی ہوں۔ آپ مدینہ جائیں تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میرا اسلام عرض کردیں۔

شاہ حبشہ نے دو کشتیوں کا بندوبست کیا اور حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کی قیادت میں مسلمان مہاجرین کو مدینہ روانہ کیا۔ اُن میں حضرت اُمّ المومنین سیّدہ اُمّ حبیبہؓ بھی شامل تھیں۔ بادشاہ نے حضرت شرجیلؓ بن حسنہ کو خاص طور پر آپؓ کی خدمت کے لئے مامور کیا اور کچھ تحائف دے کر بصد احترام آپؓ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچایا۔ (یہ قافلہ اُس وقت مدینہ پہنچا جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی مہم پر تھے۔)

حضرت اُمّ حبیبہؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پر دل و جان سے فدا تھیں اور آپؐ کی ذات اور شانِ اقدس کے لئے بڑی غیرت رکھتی تھیں۔ چنانچہ صلح حدیبیہ کے معاہدہ کی توسیع کے لئے ابوسفیان حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے اپنی بیٹی اُمّ حبیبہؓ کے ہاں پہنچا۔ باپ بیٹی کی یہ پندرہ برس بعد ہونے والی ملاقات تھی۔ جب باپ بستر پر بیٹھنے لگا تو بیٹی نے بستر سمیٹ دیا اور کہا کہ یہ آنحضرتؐ کا بستر ہے جبکہ تم مشرک اور نجس ہو اور مجھے یہ پسند نہیں کہ تم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھو۔ وہ بولا کہ تم میرے بعد بہت خراب ہوگئی ہو۔ آپؓ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ اللہ نے مجھے اسلام کی نعمت سے سرفراز کیا ہے اور تم بہرے اور اندھے بتوں کی پرستش کرتے ہو حالانکہ تم قریش کے سردار ہو۔ آپؓ کی ایسی ہی باتوں نے ابوسفیان کی نفرتوں میں دراڑیں ڈال دیں اور فتح مکّہ کے موقع پر وہ ایمان لے آیا۔ محسنِ انسانیت نے یہ کہہ کر اُس کو عزّت بخشی کہ جو ابوسفیان کے گھر داخل ہوجائے گا اُس کو امان دی جائے گی۔

حضرت اُمّ حبیبہؓ نے حضور اکرمؐ کو ایک دفعہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو روزانہ بارہ رکعات نفل پڑھے گا اُس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔ یہ ارشاد سننے کے بعد آپؓ زندگی بھر پابندی سے یہ نوافل ادا کرتی رہیں۔

ایک دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ حبیبہؓ کے پاس اُن کے بھائی معاویہ کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو پوچھا: اُمّ حبیبہ! کیا تمہیں معاویہ پیارا ہے؟ انہوں نے کہا: ’’ہاں، یارسول اللہ‘‘۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: ’’اگر تمہیں پیارا ہے تو مجھے بھی پیارا ہے‘‘۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل آپؓ اپنے لئے واجب سمجھتی تھیں۔ جب آپؓ کے والد حضرت ابوسفیانؓ کا انتقال ہوا تو تین دن کے بعد آپؓ نے خوشبو منگواکر لگائی اور فرمایا کہ مجھے اس کی بھی پرواہ نہ ہوتی اگر مَیں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے نہ سُن لیا ہوتا کہ ایماندار عورت کے لئے تین دن سے زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں بجز شوہر کے کہ اس کے سوگ کی مدّت چار مہینہ دس دن ہے۔

علم و فضل میں آپؓ کو کمال حاصل تھا۔ متعدّد احادیث آپؓ سے مروی ہیں۔ خلیفۂ وقت کی اطاعت اور نظام خلافت کے استحکام کے لئے آپؓ کسی قربانی سے دریغ نہ کرتیں۔ چنانچہ جب مخالفین نے حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کیا تو آپؓ پانی کا ایک مشکیزہ اور کچھ کھانا لے کر خچر پر سوار ہوکر حضرت عثمانؓ کے گھر کی طرف چل دیں لیکن بُلوائیوں نے آپؓ کو حضرت عثمانؓ تک پہنچنے نہیں دیا۔

آپؓ کی وفات 44 ہجری میں اپنے بھائی امیر معاویہؓ کے دَورِ اَمارت میں ہوئی۔ وفات سے قبل آپؓ نے حضرت عائشہؓ اور حضرت اُمّ سلمہ کو بلایا اور فرمایا کہ سوکنوں میں باہم جو کچھ ہوتا ہے وہ ہم لوگوں میں بھی ہوجایا کرتا تھا اس لئے مجھ کو معاف کردو۔

جماعت احمدیہ امریکہ کے ماہنامہ ’’النور‘‘ اکتوبر 2011ء میں مکرمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ کی عیدِقربان کے حوالے سے ایک نظم شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

اک خواب تھا کہ خوابِ مسلسل کہیں جسے
اک در تھا ، بند اور مقفل کہیں جسے
اک گفتگو کہ فصلِ مفصل کہیں جسے
عیدالاضحیٰ کہ کتنے خیالوں کا نام ہے

قربانیوں کا نام محبت کہیں جسے
اک رشتۂ دوام کہ چاہت کہیں جسے
انسانیت کی لاج ، مروّت کہیں جسے
عیدالاضحیٰ کہ کتنے سوالوں کا نام ہے

وہ دَور تھا کہ دَورِ جہالت کہیں جسے
اِک عمر تھی کہ دورِ کفالت کہیں جسے
بیٹے سے ایسی بات کہ خجالت کہیں جسے
عیدالاضحیٰ کہ کتنے حوالوں کا نام ہے

اِک باپ کا سوال کہ عدالت کہیں جسے
اک وقفہ ، اِک سکوتِ طوالت کہیں جسے
بیٹے کا اِک جواب رسالت کہیں جسے
عیدالاضحیٰ کہ دل کے شوالوں کا نام ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

January 13, 2017 – January 19, 2017

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday January 13, 2017

00:00	World News
00:20	Tilawat: Surah Yoonus, verses 24-31 with Urdu translation.
00:35	Dars Majmooa Ishteharaat
00:45	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 05.
01:05	Inauguration Of Baitul Ghafoor Mosque: Recorded on March 03, 2012.
02:30	Spanish Service
03:05	Pushto Service
03:45	Tarjamatul Qur'an Class: Qur'anic verses of Surah Al-Maaidah, verses 91 - 109 by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 72, recorded on July 26, 1995.
04:50	Liqa Ma'al Arab: Session no. 359.
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 08.
07:00	Address to the USA Congress Members: Recorded on July 01, 2012.
07:45	The Age Of Reform In Muslim India
08:20	Rah-e-Huda: Recorded on January 07, 2017.
09:55	Indonesian Service
11:00	Deeni-o-Fiqahi Masail
11:35	Tilawat: Surah Ash-Shu'araa, verses 1-40.
11:45	Seerat-un-Nabi
12:30	Live Transmission From Baitul Futuh
13:00	Live Friday Sermon
14:00	Live Transmission From Baitul Futuh
14:35	Shotter Shondane: Rec. November 24, 2016.
15:45	Kasauti
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:30	Address to the USA Congress Members
19:00	The Age Of Reform In Muslim India [R]
19:30	In His Own Words
20:15	Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday January 14, 2017

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Yassarnal Qur'an
01:05	Address to the USA Congress Members
02:10	Friday Sermon
03:20	Rah-e-Huda
04:55	Liqa Ma'al Arab
06:00	Tilawat
06:10	Dars-e-Hadith
06:35	Al-Tarteel: Lesson no. 15.
07:00	Waqf-e-Nau Ijtema Lajna & Nasirat: Recorded on May 05, 2012.
08:00	International Jama'at News
08:50	Question And Answer Session: A question and answer session with Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on July 25, 1997.
10:05	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Recorded on January 13, 2017.
12:20	Tilawat: Surah Ash-Shu'araa, verses 41-81.
12:35	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intekhab-e-Sukhan
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Maidane Amal Ki Kahani
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Waqf-e-Nau Ijtema Lajna & Nasirat [R]
19:30	Faith Matters: Programme no. 179.
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-e-Huda [R]
22:30	Story Time
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday January 15, 2017

00:10	World News
00:30	Tilawat
00:40	In His Own Words
01:05	Al-Tarteel
01:35	Waqf-e-Nau Ijtema Lajna & Nasirat
02:30	Story Time
02:55	Friday Sermon
04:05	Maidane Amal Ki Kahani
04:55	Liqa Ma'al Arab
06:00	Tilawat
06:15	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 08.
06:40	Jamia Ahmadiyya UK Class: Recorded on March 29, 2015.
08:30	Faith Matters: Programme no. 179.
09:30	Question And Answer Session: Recorded on November 02, 1996.
10:35	Indonesian service
11:35	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on July 31, 2015.
12:40	Tilawat: Surah Ash-Shu'araa, verses 82-128.
12:50	Yassarnal Quran [R]
13:15	Friday Sermon: Recorded on January 13, 2017.
14:25	Shotter Shondhane: Rec. November 25, 2016.
15:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal: Recorded on January 15, 2017.
16:30	Quranic Archaeology
17:05	Kids Time
17:35	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
19:35	Beacon Of Truth
20:25	Ashab-e-Ahmad
21:00	Shama'il-e-Nabwi
21:30	Friday Sermon [R]
22:40	Question And Answer Session [R]

Monday January 16, 2017

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
00:50	Yassarnal Quran
01:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal
02:25	Ashab-e-Ahmad
03:00	Friday Sermon
04:10	In His Own Words
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 09.
06:00	Tilawat
06:10	Dars-e-Hadith
06:20	Al-Tarteel: Lesson no. 15.
06:50	Jalsa Salana USA Concluding Session: Recorded on July 01, 2012.
08:05	International Jama'at News
08:40	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Hazrat Khalifatul Masih IV holds a question & answer session for French speaking friends. Rec. November 17, 1997.
09:30	Aao Urdu Seekhein
10:00	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon. Recorded on August 12, 2016.
11:00	Quran and Science
11:30	In His Own Words
12:00	Tilawat: Surah Ash - Shu'araa, verses 129-176.
12:15	Al-Tarteel [R]
12:40	Friday Sermon: Rec. February 18, 2011.
14:00	Shotter Shondane: Rec. November 26, 2016.
15:05	Quran and Science [R]
15:30	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]
15:55	Rah-e-Huda: Recorded on January 14, 2017.
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Jalsa Salana USA Concluding Session [R]
19:35	Somali Service
20:05	Aao Urdu Seekhein [R]
20:25	Rah-e-Huda [R]
22:00	Friday Sermon [R]
23:25	Quran and Science [R]

Tuesday January 17, 2017

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Dars-e-Hadith
00:45	Al-Tarteel
01:10	Jalsa Salana USA Concluding Session
02:55	Friday Sermon
04:10	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
04:25	In His Own Words
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 10.
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:25	Yassarnal Quran: Lesson no. 09.
06:55	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal Class: Recorded on January 15, 2017.
07:55	Philosophy Of The Teachings Of Islam
08:45	Question & Answer Session: Recorded on November 2, 1996.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on January 13, 2017.
12:05	Tilawat: Surah Ash-Shu'araa, verses 177-228.
12:20	Dars-e-Malfoozat [R]
12:30	Yassarnal Quran [R]
12:55	Faith Matters: Programme no. 179.
14:00	Bangla Shomprochar
14:55	Spanish Service
15:35	Philosophy Of The Teachings Of Islam [R]
16:20	Noor-e-Mustafwi
16:50	Chef's Corner [R]
17:20	Yassarnal Quran [R]
17:50	World News
18:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal Class [R]
19:15	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on January 13, 2017.
20:20	The Bigger Picture
21:10	Philosophy Of The Teachings Of Islam [R]
21:30	Australian Service
22:00	Faith Matters [R]
22:55	Question And Answer Session [R]

Wednesday January 18, 2017

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Dars-e-Malfoozat
00:45	Yassarnal Qur'an
01:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal Class
02:15	Chef's Corner
02:40	In His Own Words
03:15	Story Time
03:40	Philosophy Of The Teachings Of Islam
04:00	Noor-e-Mustafwi
04:15	Australian Service
04:50	Liqa Ma'al Arab: Session no. 11.
06:00	Tilawat
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 15.
07:00	Waqf-e-Nau UK Ijtema: Rec. May 06, 2012.
08:05	First Mango Exhibition
08:30	Urdu Question And Answer Session: Recorded on July 25, 1997.
09:50	Indonesian Service
10:55	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on January 13, 2017.
12:00	Tilawat: Surah An-Naml, verses 1-22.
12:10	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:25	Al-Tarteel [R]
12:50	Friday Sermon: Recorded on January 07, 2011.
14:05	Shotter Shondhane: Rec. November 27, 2016.
15:05	Deeni-o-Fiqahi Masail
15:35	Kids Time: Prog. no. 21.
16:05	First Mango Exhibition [R]
16:30	Faith Matters: Programme no. 178.
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Waqf-e-Nau UK Ijtema [R]
19:30	French Service
20:30	Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:00	Kids Time [R]
21:30	Friday Sermon [R]
22:50	Intikhab-e-Sukhan: Rec. January 14, 2017.

Thursday January 19, 2017

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
00:55	Al-Tarteel
01:20	Waqf-e-Nau UK Ijtema
02:30	Deeni-o-Fiqahi Masail
03:00	Quiz Roohani Khazaa'in
03:25	In His Own Words
03:55	Faith Matters
04:55	Liqa Ma'al Arab
06:05	Tilawat
06:20	Dars-e-Malfoozat
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 09.
07:00	Premiere of Ontario Reception: Recorded on July 16, 2012.
07:30	In His Own Words
08:05	Roots To Branches
08:40	Tarjamatul Qur'an Class: Qur'anic verses 111-121 of Surah Al-Ma'aidah by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 74, recorded on August 10, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Japanese Service
12:00	Tilawat
12:10	Dars-e-Malfoozat [R]
12:20	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Beacon Of Truth: Rec. December 18, 2016.
13:50	Friday Sermon: Recorded on January 13, 2017.
14:55	Aadab-e-Zindagi
15:30	The Real Concept Of Jihad
16:00	Persian Service
16:25	Tarjamatul Qur'an Class [R]
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:05	World News
18:30	Premiere of Ontario Reception [R]
18:55	The Real Concept Of Jihad [R]
19:30	Faith Matters: Programme no. 178.
20:35	Roots To Branches [R]
20:55	Aadab-e-Zindagi [R]
21:35	Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:55	Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org
Vol 24 Friday 13 January , 2017 Issue No. 2

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ کینیڈا 2016ء

میئر آف مسی ساگا کی حضور انور سے ملاقات اور باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو۔ عرب سیرین خواتین کی حضور انور سے اجتماعی ملاقات۔ ٹورانٹو میں ماریشس کے آنریری کونسلر کی حضور انور سے ملاقات۔ کینیڈا کے اخبار Globe and Mail کی جرنلسٹ کو انٹرویو۔ جیوئش کمیونٹی کے ایک وفد کی حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقات۔ انفرادی و فیملی ملاقاتیں۔ تقریبات آمین۔

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

24/اکتوبر بروز سوموار 2016ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے چھ بجے ''مسجد بیت الاسلام'' میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ہدایات سے نوازا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مختلف دفتری امور کی ادائیگی میں مصروف رہے۔

میئر آف مسی ساگا کی حضور انور سے ملاقات

ایک بجکر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایوان طاہر میں، میٹنگ روم میں تشریف لائے جہاں میئر آف Mississauga ، Bonnie Crombie صاحبہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے لئے آئی ہوئی تھیں اور حضور انور کی آمد کی منتظر تھیں۔

میئر نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا۔ حضور سے مل کر بہت اچھا لگا۔ میں اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتی ہوں کہ آپ سے ملاقات ہوئی۔

اس پر حضور انور نے فرمایا۔ بہت شکریہ آپ یہاں آئی ہیں۔

میئر نے عرض کیا: میں معذرت چاہتی ہوں کہ میں آپ سے Thanks giving Weekend پر نہیں مل سکی جب کہ دوسرے سیاست دان ملنے آئے تھے۔ کیونکہ میں اپنی فیملی کے ساتھ تھی۔ میں سوچ رہی تھی کہ میں نے آپ سے ملنے کا یہ بہترین موقع کھو دیا تھا۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: فیملی سے ملنے کا پلان بھی ضروری ہوتا ہے۔

میئر نے کہا: خاص طور پر سیاست کی زندگی میں ضروری ہو جاتا ہے، نہیں تو ہمیں باقی دنوں میں فیملی سے ملنے کا موقع نہیں ملتا۔ میں معذرت چاہتی ہوں کہ میرا پلان آپ کی ملاقات کے ساتھ مکس (Mix) ہو گیا۔ اس دفعہ کینیڈا میں آ کر آپ کیسا محسوس کر رہے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: بہت اچھا لگ رہا ہے۔

میئر نے کہا: ہم بہت خوش قسمت ہیں۔ کیونکہ ہمارے شہر کے علاقہ میں سب سے زیادہ اردو بولنے والے لوگ رہتے ہیں۔ اور اس میں مختلف رنگ و نسل کے لوگ رہتے ہیں۔ لیکن ہم خوش ہیں کہ یہاں سب سے بڑی مسلم کمیونٹی رہتی ہے۔

حضور کے استفسار پر میئر نے کہا: میں نے تھوڑی بہت اردو اور پنجابی بھی سیکھ لی ہے۔ ہمارا یہ پُرزور طریق پر ماننا ہے کہ ہر ایک کو آزادی کے ساتھ برابر موقع ملنا چاہئے تا کہ ہم آگے بڑھ کر کامیاب ہوسکیں۔ یہی قانون سب پر ایک طرح ہی لاگو ہو۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میرے پاس ناانصافی کے لئے صبر کا کوئی مادہ نہیں ہے۔ جب کبھی ناانصافی کی بات ہوتی ہے تو ہم اسی وقت اس کا مقابلہ کرتے ہیں۔ دوسرے لوگ بھی ہماری اس بات کے بارہ میں کہتے ہیں کہ ہم نے صحیح قدم اٹھایا ہے۔ میں یہ کہنا پسند کروں گی کہ ہمارے جتنے بھی مختلف روایات اور طریق ہیں ان کے ساتھ ہمیں آگے بڑھنا چاہئے۔ مسی ساگا میں تمام سال بہت سے پروگرام ہوتے ہیں اور ہم ان سب میں شریک ہوتے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: جس طرح آپ نے بتایا ہے تو یہ ایک ملٹی کلچرل سوسائٹی ہے۔

میئر نے کہا: بہت زیادہ ملٹی کلچرل ہے۔ ہم بہت خوش قسمت ہیں۔ ہمارے ان تمام پروگراموں میں الگ الگ مذاہب کے لوگ شریک ہوتے ہیں، جیسے ہندو، سکھ، عیسائی یہاں تک کہ یہودی کمیونٹی بھی۔ جیسا کہ ہم ابھی اردو زبان کے بارہ میں بات کر رہے تھے اسی طرح ہمارے ہاں اردو، پنجابی، پولش اور تھوڑی سی ہندی، مگر عربی بہت زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے اپنے شہر میں بہت سارے سیرین پناہ گزین کو شامل کیا ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: کافی احمدی ریفیوجی ہیں اِن کا تعلق بھی مسی ساگا شہر سے ہے۔

میئر نے عرض کیا: ہمارے ہاں کافی زیادہ احمدی ہیں۔ ہمارے پاس ایک یا دو احمدی مساجد ہیں یا ایک مسجد اور ایک سینٹر ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: ہم مسی ساگا شہر میں ایک مسجد ضرور بنائیں گے۔ اس وقت وہاں ہماری باقاعدہ مسجد نہیں ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ آپ کے بطور میئر ہوتے ہی وہاں مسجد بن جائے۔

اس پر میئر نے کہا: میں بھی یہی امید رکھتی ہوں۔ ہم کمیونٹی کے ساتھ اس میں بھرپور حصہ لیں گے۔ ہم اس بارہ میں بات کر رہے تھے کہ لوگوں کو کس طرح کینیڈین کلچر میں شامل کرنا ہے۔ اور یہ بات کہ جماعت احمدیہ کس قدر وطن کی محبت اور وفا کے بارہ میں تعلیم دیتی ہے۔ بے شک یہ ایک مشکل امر ہے کیونکہ دونوں میاں بیوی کام کر رہے ہوتے ہیں اور اکثر ان کے پاس وقت نہیں ہوتا۔ بعض دفعہ خاوند دوسرے ملک میں ہونے کی وجہ سے فیملی کی مشکلات اور بھی بڑھ جاتی ہیں کہ وہ اپنے بچوں کو اچھے رنگ میں تربیت کر سکیں۔

مسی ساگا شہر کے حوالہ سے بات ہوئی تو امیر صاحب کینیڈا نے عرض کیا: جلسہ سالانہ بھی وہاں ہوتا ہے اور انٹرنیشنل سینٹر بھی مسی ساگا میں ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: لیکن اب ہمیں جلسہ سالانہ کے لئے اس سے زیادہ بڑی جگہ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ جگہ ہمارے آنے والے جلسوں کے لئے چھوٹی ہو جائے گی۔

میئر صاحبہ نے حیرانگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا: اتنے لوگ آپ کے جلسہ پر آنے لگے ہیں۔ مجھے پہلے جلسہ پر آنے کا موقع اس وقت ملا تھا جب میں فیڈرل ممبر تھی۔ جب سٹیون ہارپر کی حکومت آ گئی تو میں نے early retirement لے لی لیکن میں خدمت کا شوق رکھتی تھی اس لئے کونسلر بن گئی۔ شاید آپ Hazel McCallion سے ملے ہوں جو مسی ساگا کی سب سے زائد عرصہ کے لئے میئر رہی ہے۔ 36 سال کے لئے وہ میئر کے عہدہ پر فائز تھی۔ اس کے بعد مَیں میئر بنی۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: میری دعا ہے کہ اب آپ سب سے زائد عرصہ کے لئے میئر بنیں۔

میئر نے کہا: میں بھی اسی طریق پر کام کر رہی ہوں جس طریق پر ہیزل نے کام کیا۔ نیز، میں مختلف قسم کے لوگوں کے ساتھ کام کرنا پسند کرتی ہوں۔ شہر کو بہتر بنانے کے لئے transportation پر خوب کام ہو رہا ہے، خاص کر اس لئے کہ لوگوں کی تعداد بہت بڑھ رہی ہے اس لئے اس نظام کو جدید کرنا اور وسعت دینا بہت ضروری ہے۔ اس طرح ہم ترقی کر رہے ہیں۔ ہم کیا کر سکتے ہیں جس سے شہر کی بہتری ہو؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: میرے خیال سے آپ اچھا کام کر رہی ہیں۔

میئر نے بتایا کہ ہم اپنے آپ کو edge شہر کہتے ہیں، کیونکہ ہم ٹورانٹو کے کونے پر واقع ہیں۔ ہم کینیڈا کے چھٹے نمبر پر بڑا شہر ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: کیا آپ کا شہر ٹورانٹو میں merge ہو گا یا ٹورانٹو آپ کے شہر میں؟

میئر نے کہا: ہم کسی صورت میں بھی ٹورانٹو میں شامل نہیں ہوں گے۔ مسی ساگا اور ٹورانٹو کے اچھے تعلقات ہیں۔

میئر نے عرض کیا: ہمیں نہایت اعزاز ہے کہ آپ کینیڈا ہمارے پاس تشریف لائے ہیں۔ آپ اس دورہ میں کافی مصروف رہے ہیں۔ کیا آپ کو دوسرے شہر اور صوبے دیکھنے کا موقع ملا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: میں آٹوا گیا تھا اور وہاں کافی مصروفیت تھی۔

میئر نے کہا: آپ جسٹن ٹروڈو وزیر اعظم سے بھی ملے تھے۔ یہ بھی مجھے پتہ لگا ہے کہ آپ نے بہت سارے

باقی صفحہ نمبر9 پر ملاحظہ فرمائیں